مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

جلد نمبر 7 | اپریل 2016 | شمارہ 4

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عورتوں کے حقوق سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

بغیر نقطوں کے شادی

ام المومنین سیدہ خدیجہؓ حیات و خدمات

کہیں ہمارا شمار ان میں تو نہیں؟

ناشر
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنت

سرگودھا

جلد نمبر 7 | اپریل 2016 | شمارہ نمبر 4

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

کہیں ہمارا شمار ان میں تو نہیں؟ 5

اداریہ

مولانا عبیداللہ کی اسلامی خدمات 8

ریاض احمد چوہدری

عورتوں کے حقوق سیرتِ نبوی کی روشنی میں.....13

نغمہ پروین

احساس 28

شہباز بلوچ

اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حیات و خدمات 33

سعدیہ الیاس

بغیر نقطوں کے شادی 49

عمارہ الیاس

اُترن 56

عبدالمالک

لفظ جب تک وضو نہیں کرتے !.....59

معظمہ کنول

بچوں کی تربیت.....60

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

فرانس کی سپر مارکیٹ میں 63

اہلیہ مفتی شبیر احمد

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِن تَجۡتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُم مُّدۡخَلًا كَرِيمًا۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 31)

کبیرہ گناہ بعض کے نزدیک وہ گناہ ہیں جن پر حد مقرر ہے، بعض کے نزدیک وہ گناہ جس پر قرآن میں یا حدیث میں سخت وعید یا لعنت آئی ہے، یا جس پر عذاب قبر یا جہنم کی وعید ذکر کی گئی ہو۔ بعض کہتے ہیں ہر وہ کام جس سے اللہ نے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تحریم کے روکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی کسی گناہ میں پائی جائے تو کبیرہ ہے۔ صغیرہ گناہوں پر اصرار و مداومت بھی صغیرہ گناہوں کو کبائر بنا دیتی ہے۔

امام ابن حجر مکی نے اپنی کتاب الزواجر میں ان تمام گناہوں کی فہرست اور ہر ایک کی مکمل تشریح ذکر کی ہے۔

رسول کریم نے مختلف مقامات پر بہت سے گناہوں کا کبیرہ ہونا ذکر فرمایا ہے کہیں تین، کہیں چھ، کہیں سات کہیں اس سے بھی زیادہ۔

جو مسلمان کبیرہ گناہوں مثلاً شرک، حقوق والدین، جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کرے گا، تو ہم اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے۔ سورہ نجم میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے البتہ وہاں کبائر کے ساتھ فواحش (بے حیائی کے کاموں) سے اجتناب کو بھی صغیرہ گناہوں کی معافی کے لئے ضروی قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں ہے اسی طرح اجتناب کبائر کے ساتھ احکام و فرائض اسلام کی پابندی اور اعمال صالحہ کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ فرمائے۔

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

عن انس رضی اللہ عنہ قال سئل رسول اللہ ﷺ عن الکبائر قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس وشھادۃ الزور۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کبیرہ گناہوں کے بارے میں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی کو ناحق قتل کرنا، جھوٹی گواہی دینا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، ناحق قتل، جادو، سود کھانا، رشوت لینا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگ جانا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، زنا، لواطت وغیرہ۔ گناہ کبیرہ پر توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پچھلے گناہ پر ندامت، آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم وارادہ اور اس گناہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کرنا مثلاً اگر نماز رہ گئی ہو تو اس کی قضا اور کسی کا چھینا ہوا مال واپس کرنا، کسی کو گالی دی ہو تو اسے معاف کروانا۔

گناہ کبیرہ کی معافی کی تین صورتیں ہیں:۔ توبہ، شفاعت، محض فضل خدا، جس گناہ گار مسلمان کو (العیاذ باللہ) کوئی صورت حاصل نہ ہوئی۔ تو وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر بالآخر جنت میں جائے گا۔ یہ سزا دنیا میں کسی بیماری یا مصیبت کی صورت میں اور برزخ میں عذاب قبر کی صورت اور آخرت میں عذاب نار کی صورت میں ہر طرح ہو سکتی ہے۔ گناہ صغیرہ پر اصرار بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

کہیں ہمارا شمار ان میں تو نہیں؟

اداریہ

دنیا مجموعہ تضادات کا نام ہے۔ اس میں آدم جیسا نبی ہے تو ابلیس جیسا لعین بھی ہے۔ یہاں ملائکہ کا نزول بھی ہوتا ہے اور شیاطین جنات کا بسیرا بھی، ابراہیم جیسا خلیل ہے تو نمرود جیسا مردود بھی ہے۔ موسیٰ جیسا موحد ہے تو فرعون جیسا بدبخت بھی ہے۔ وجہ تخلیق کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں تو ابو جہل و ابولہب جیسے متمرد بھی ہیں۔ صحابہ و اہلبیت جیسی پاکیزہ و مقدس شخصیات ہیں تو مشرکین و منافقین جیسے بدکردار بھی۔ رحمان کے بندے ہیں تو شیطان کی اولاد بھی۔

الغرض خیر و شر، نیکی و بدی، اچھائی و بُرائی دونوں ساتھ ساتھ وقت گزار رہی ہیں۔ اچھے انسانوں عباد الرحمٰن کی صفات کا تذکرہ قرآن کریم میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے اور ان جیسی صفات کو پیدا کرنے کا حکم بھی ہے جبکہ برے انسانوں کا تذکرہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ملتا ہے اور ان جیسی صفات ختم کرنے کا حکم بھی۔

چنانچہ ترمذی، بیہقی، مشکوٰۃ اور دیگر کتب حدیث میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث اس ضمن میں ملتی ہے جس میں نو طرح کے انسانوں کی بُری خصلتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

پہلا بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ تَخَيَّل واختال، ونَسِيَ الكبيرَ المُتَعالَ۔

اس میں تین بڑی خرابیاں ہیں۔

نمبر 1: تخیل .....دوسرے کو حقیر سمجھ کر اپنے بارے اعلیٰ وارفع ہونے کی خوش

www.ahnafmedia.com

فہمی میں رہنے والا

نمبر2 : واختال .....غرور اور گھمنڈ میں مبتلا رہنے والا۔ نمبر3: نسی الکبیر المتعال.....اپنے کبر و غرور کی وجہ سے اللہ کی بڑائی، عظمت اور جلال کو بھول جانے والا۔

دوسرا بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ تَجَبَّرَ واعْتَدَی ، ونَسِیَ الجَبَّارَ الأَعْلَی ۔ کمزوروں اور ماتحتوں پر ظلم و جبر کرنے والا اور لڑائی جھگڑے کو پیدا کر کے حد سے تجاوز کرنے والا یہ اس رب کو بھول بیٹھا ہے جو ظالموں اور جابروں کو کیفر کردار تک پہنچانے والا ہے۔

تیسرا بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ سَهَا ولَهَا ، ونَسِیَ المَقابِرَ والبِلَا ۔ خدائی احکامات کو نظر انداز کرنے والا، نہ عبادات، نہ معاملات نہ اخلاقیات۔ نہ حلال و حرام کی تمیز۔ یہ قبر اور اس میں مدفون لاشوں کو بھلانے والا۔ آج کے مادہ پرست دور میں اہل اسلام کے کثیر افراد اس بُرائی میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔

چوتھا بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ عَتَا وطَغَی ،ونَسِیَ المُبْتَدَا والمُنْتَهَی: فتنہ پرور آدمی۔ رشتہ داروں، محلہ داروں اور لوگوں کے مابین نفرتیں پیدا کرنے والا، اخوت و بھائی چارگی کی فضا کو مکدر کرنے والا۔ لگائی بجھائی کو اپنا مشغلہ بنانے والا یہ اپنی ابتداء وانجام کو بھول بیٹھا ہے۔

پانچواں بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ یَخْتِلُ الدنیا بالدِّینِ ۔ دنیا کے حصول کے لیے دین کو برباد کرنے والا، اپنی عبادات کو ریا اور دکھلاوے کی بھینٹ چڑھانے والا۔ دین داری ظاہر کر کے مال وزر ہتھیانے والا۔

چھٹا بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ یَخْتِلُ الدِّینَ بالشُّبُهاتِ ۔ دینی احکامات

www.ahnafmedia.com

میں شبہات پیدا کرنے والا، ایسی باتیں بتلانے والا جس سے دین کے بارے شبہات پیدا ہوتے ہوں لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر دین سے دور کرنے والا۔

آج کے دور میں اس صفت کے حامل بہت سے افراد اور گروہ موجود ہیں جن کا صبح و شام کا یہی مشغلہ ہے کہ کس طرح لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر ان کو دین سے دور کیا جائے اور اس کے لیے بین الاقوامی سطح پر عالمی سازشیں کی جارہی ہیں۔ دین اسلام کے مسلمات کو مشکوک بنا کر اہل اسلام کے قلوب سے احکامات اسلامیہ اور اولیاء اللہ کی عظمت کو کم کرنے کی ایک ناپاک مہم اپنے زوروں پر ہے۔

ساتواں بُرا آدمی: بِئْسَ الْعَبْدُ عبدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُه۔ لالچی آدمی۔ خواہ لالچ مال وزر کا ہو، جاہ و منصب کا ہو، نام و نمود اور شہرت وغیرہ کا ہو۔ یعنی تقدیر الٰہی پر نا خوش شخص۔

آٹھواں بُرا آدمی: بِئْسَ العبدُ عبدٌ هَوًى يُضِلُّه۔ خواہشات نفس کو ناجائز اور حرام طریقوں سے پوری کرنے والا، اس کے لیے نہ اسے مخلوق کی پرواہ ہے اور نہ ہی خالق کا خوف۔

نواں بُرا آدمی: بِئْسَ العبدُ عبدٌ رَغَبٌ يُذِلُّه بے شرم آدمی۔ ذلت و خواری کے باوجود لوگوں کے طعن و تشنیع سننے کے باوجود، احساس شرمندگی سے عاری انسان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا بُرائیوں کی نشاندہی اس لیے فرمائی کہ میری امت کے لوگ ان سے بچیں اگر ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو سر شرم سے جھک جاتے ہیں آج ہم میں من حیث القوم ساری بُرائیاں موجود ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم خود کو اچھا اور دوسروں کو بُرا سمجھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان بُرائیوں سے نجات پاکر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام بن جائیں۔

www.ahnafmedia.com

مولانا عبید اللہ کی اسلامی خدمات

ریاض احمد چوہدری

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم اور ملک کے نامور بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد عبید اللہ علالت کے بعد لاہور کے مقامی ہسپتال میں 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم و متحدہ علماء بورڈ حکومت پنجاب کے چیئرمین مولانا حافظ فضل الرحیم کے بڑے بھائی قاری احمد عبید، قاری ارشد عبید، امجد عبید، حافظ اسعد عبید اور حافظ اجود عبید کے والد تھے۔

مولانا محمد عبید اللہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور 55 سال سے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم کے منصب پر فائز رہے۔ آپ نے مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا سید حسین احمد مدنی، علامہ انور شاہ کاشمیری، مولانا اعزاز علی اور مفتی محمد شفیع جیسی عظیم شخصیات سے احادیث اور مختلف علوم و فنون کی کتب پڑھیں۔

نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں نماز جمعہ کے بعد آپ کے بیٹے جامعہ اشرفیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری ارشد عبید نے پڑھائی جس میں قاری حنیف جالندھری، مولانا صوفی محمد سرور، مفتی محمد حسن، سپیکر سردار ایاز صادق، مجیب الرحمن شامی، راقم الحروف، ڈاکٹر شہریار، جسٹس (ر) خلیل الرحمن، مولانا انوار الحق، مفتی حمید اللہ جان، جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ و طلبا سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم کو مقامی قبرستان شیر شاہ اچھرہ لاہور میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے مولانا محمد عبید اللہ کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم کی وفات سے علمی، دینی حلقے ایک محقق

www.ahnafmedia.com

عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ مرحوم کی دینی، ملی خدمات مدتوں یاد رہیں گی۔ آپ کی تمام زندگی قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کرتے اور اشاعتِ دین میں گذری۔

آپ علم و عمل، زہد و تقویٰ کے پیکر تھے آپ کا تعلق اُن علماء حق کے ساتھ ہے جن کے آباؤ اجداد نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے والد گرامی بانی جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن نے اپنے پیر و مرشد مولانا اشرف علی تھانوی کے حکم پر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ اور دیگر علمائے دیوبند کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا جس کے نتیجہ میں پاکستان بننے کے بعد مشرقی و مغربی پاکستان پر آزادی کا پرچم لہرانے کی سعادت "بزم اشرف" کے روشن چراغ اور دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر سپوت حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کو حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا محمد عبید اللہ 1921ء میں امرتسر میں مولانا مفتی محمد حسن صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی قاعدہ سے لیکر حفظِ قرآن تک کی تعلیم قاری رحیم بخش سے حاصل کی اور 9 سال کی عمر میں قرآنِ کریم مکمل حفظ کر لیا جس کے بعد صرف و نحو اور فارسی کی کتابیں مولانا محمد یوسف اور دور حدیث تک کی کتابیں اپنے والد محترم حضرت مفتی محمد حسن سے پڑھیں اور پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے حکم اور مشورہ سے عالَم اسلام کے عظیم دینی ادارہ دارالعلوم دیوبند میں دور حدیث کے لیے تشریف لے گئے۔ اس سے قبل حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے تمام فنون و احادیث کی کتب کی ابتداء مولانا محمد عبید اللہ کو خود کروائی۔

1941ء کو دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی جس کے بعد افتاء کا کورس کرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے عربی فاضل کا امتحان امتیازی حیثیت

www.ahnafmedia.com

کے ساتھ پاس کرتے ہوئے ڈگری حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور قیام پاکستان تک یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر جامعہ اشرفیہ کے قیام میں آنے کے ساتھ ہی آپ نے درس و تدریس کا دوبارہ سلسلہ شروع کیا اور دورانِ تدریس ہی شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند مولانا رسول خان سے فلسفہ و منطق کی کتابیں بطور اتصالِ سند پڑھیں۔

1953ء سے 1961ء تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ناظمِ تعلیمات کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ اس دوران حضرت مفتی محمد حسن نے اپنی زندگی ہی میں آپ کو جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم کا عہدہ تفویض فرمادیا۔ آپ کی وفات تک یہ سلسلہ 55 سال تک جاری رکھا اور آپ نے اس منصب کا حق ادا کیا۔ آپ کے اخلاص وللّٰہیت کی وجہ سے جامعہ اشرفیہ لاہور بڑی تیزی کے ساتھ ترقی اور اپنی علمی و دینی منازل طے کرتے ہوئے آج پوری دنیا میں ثانی دارالعلوم دیوبند کی حیثیت سے مشہور و معروف ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے فیض یافتہ دین حنیف کی خدمت میں مصروف ہیں اور حرمین شریفین میں بھی جامعہ کے فضلاء درس و تدریس کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ سے تعلیمی فراغت پانے کے بعد سینکڑوں طلبہ نے ایم فل، پی ایچ ڈی، ایم بی بی ایس، انجینئرنگ اور قانون کی ڈگریاں حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق و تصنیف، صحافت و خطابت اور دعوت و ارشاد کے میدانوں میں قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی خوبصورت، باوقار اور ایمان پرور شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ذہانت و ظرافت، حاضر جوابی اور نفاست طبع کے حسین

www.ahnafmedia.com

مرقع تھے۔ آپ نے کم و بیش 55 سال تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ مسجد الحسن جامعہ اشرفیہ لاہور میں جمعتہ المبارک کا خطبہ دیتے ہوئے نماز پڑھاتے جس کے بعد انتہائی رقت آمیز دُعا کراتے ہوئے حاضرین سے روتے ہوئے ایک جملہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے "آپ لوگوں کا مجھ ناچیز پر احسان عظیم ہو گا کہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالی میرا خاتمہ بالایمان فرمائیں" آپ تمام زندگی عہدہ اور منصب سے دور بھاگتے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد عبید اللہ کو بے پناہ محبوبیت و مقبولیت سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد عبید اللہ کو انتہائی نیک و صالح اولاد سے نوازا جن میں پانچ بیٹے قاری احمد عبید، قاری ارشد عبید، امجد عبید، راقم حافظ اسعد عبید اور حافظ اجود عبید اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ ان میں سے ہر کوئی شب و روز دین کی اشاعت اور جامعہ اشرفیہ کی خدمت میں مصروف عمل ہیں اور آگے ان کی اولادیں بھی تعلیم و تدریس کی خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔

آپ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم کے منصب پر فائز رہنے کے ساتھ ساتھ ممبر اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان، ممبر سلیکشن بورڈ و سنڈیکیٹ یونیورسٹی آف پنجاب، وائس چیئرمین انجمن حمایت اسلام، صدر مجلس صیان المسلمین پاکستان، مرکزی نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحسن بھی رہے اور حکومت پاکستان نے آپ کی قومی و ملی خدمات پر آپ کو تمغہ ستارہ امتیاز سے بھی نوازا۔

آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک دین کی خدمت اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ مولانا نے غیر منقسم ہندستان اور پاکستان دونوں خطوں میں علم و عمل کا چراغ روشن کیے رکھا اور اس وقت سرحد کے دونوں طرف ان سے علمی اور اصلاحی استفادہ کرنے والے علما اور صلحا کی بہت بڑی تعداد علم و عمل کی لائن سے قوم و

www.ahnafmedia.com

ملت کی خدمت اور نسل نو کی تعلیم و تربیت میں مصروف کار ہے۔ وہ عجز و انکساری اور تواضع و خوش مزاجی کا پیکر تھے۔ ایسے وقت میں جب کہ ہر طرف کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کے اندھیرے پھیلتے جارہے ہیں، امت مسلمہ پر ہر طرف سے مسائل کی بارش ہورہی ہے، ان کی وفات سے علم و عمل اور اصلاح و تربیت کی دنیا میں بہت بڑا خلا محسوس ہورہا ہے۔ ان کے اٹھ جانے سے علم و عمل اور تعلیم و تدریس کی دنیا میں سناٹا چھا گیا ہے۔ مدارس و مکاتب کی فضا مغموم ہے۔

وہ طلبہ، عوام و خواص میں بہت ہی مقبول عالم دین تھے، اس لیے ان کے انتقال پر ملال پر صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ پورا ہندستان اور پورا برصغیر سوگوار ہے۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

www.ahnafmedia.com

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جا سکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

نوٹ: رقم جمع کرانے کے بعد اطلاع ضرور دیں۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

عورتوں کے حقوق سیرتِ نبوی کی روشنی میں

نغمہ پروین

تاریخ گواہ ہے کہ ایک عرصۂ دراز سے عورت مظلوم چلی آرہی تھی۔ یونان میں، مصر میں، عراق میں، ہند میں، چین میں، غرض ہر قوم میں ہر خطہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی، جہاں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں۔ لوگ اسے اپنے عیش وعشرت کی غرض سے خرید وفروخت کرتے ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بُرا سلوک کیا جاتا تھا؛ حتی کہ اہلِ عرب عورت کے وجود کو موجبِ عار سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔ ہندوستان میں شوہر کی چتا پر اس کی بیوہ کو جلایا جاتا تھا۔

واہیانہ مذاہب عورت کو گناہ کا سرچشمہ اور معصیت کا دروازہ اور پاپ کا مجسم سمجھتے تھے۔ اس سے تعلق رکھنا روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ دنیا کے زیادہ تر تہذیبوں میں اس کی سماجی حیثیت نہیں تھی۔ اسے حقیر وذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے معاشی وسیاسی حقوق نہیں تھے، وہ آزادانہ طریقے سے کوئی لین دین نہیں کرسکتی تھی۔ وہ باپ کی پھر شوہر کی اور اس کے بعد اولادِ نرینہ کی تابع اور محکوم تھی۔

اس کی کوئی اپنی مرضی نہیں تھی اور نہ ہی اسے کسی پر کوئی اقتدار حاصل تھا؛ یہاں تک کہ اسے فریاد کرنے کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔

اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ بعض مرتبہ عورت کے ہاتھ میں زمام اقتدار بھی رہا ہے اور اس کے اشارے پر حکومت وسلطنت گردش کرتی رہی ہے، یوں تو خاندان اور طبقے پر اس کا غلبہ تھا؛ لیکن بعض مسائل پر مرد پر بھی ایک عورت کو بالادستی حاصل رہی، اب بھی ایسے قبائل موجود ہیں، جہاں عورتوں کا بول بالا ہے؛ لیکن ایک عورت کی حیثیت سے ان کے حالات میں زیادہ فرق نہیں آیا، ان کے حقوق

www.ahnafmedia.com

پر دست درازی جاری ہی رہی اور وہ مظلوم کی مظلوم ہی رہی۔(۱)

لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت پر احسان عظیم کیا اور اس کو ذلت وپستی کے گڑھوں سے نکالا جب کہ وہ اس کی انتہا کو پہنچ چکی تھی، اس کے وجود کو گوارا کرنے سے بھی انکار کیا جارہا تھا تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور آپ نے پوری انسانیت کو اس آگ کی لپیٹ سے بچایا اور عورت کو بھی اس گڑھے سے نکالا۔ اور اس زندہ دفن کرنے والی عورت کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے اور قومی وملی زندگی میں عورتوں کی کیا اہمیت ہے، اس کو سامنے رکھ کر اس کی فطرت کے مطابق اس کو ذمہ داریاں سونپیں۔

مغربی تہذیب بھی عورت کو کچھ حقوق دیتی ہے؛ مگر عورت کی حیثیت سے نہیں؛ بلکہ یہ اس وقت اس کو عزت دیتی ہے، جب وہ ایک مصنوعی مرد بن کر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے پر تیار ہو جائے؛ مگر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین عورت کی حیثیت سے ہی اسے ساری عزتیں اور حقوق دیتا ہے اور وہی ذمہ داریاں اس پر عائد کی جو خود فطرت نے اس کے سپرد کی ہے۔(۲)

عام طور پر کمزور کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کافی محنت وکوشش کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جاکر ان کو ان کے جائز حقوق ملتے ہیں، ورنہ تصور بھی نہیں کیا جاتا۔ موجودہ دور نے اپنی بحث وتمحیص اور احتجاج کے بعد عورت کے کچھ بنیادی حقوق تسلیم کیے اور یہ اس دور کا احسان مانا جاتا ہے؛ حالاں کہ یہ احسان اسلام کا ہے، سب سے پہلے اسی نے عورت کو وہ حقوق دیے جس سے وہ مدتِ دراز سے محروم چلی آرہی تھی۔ یہ حقوق اسلام نے اس لیے نہیں دیے کہ عورت اس کا مطالبہ کررہی تھی؛ بلکہ اس لیے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنا ہی چاہیے تھا۔

اسلام نے عورت کا جو مقام ومرتبہ معاشرے میں متعین کیا، وہ جدید وقدیم

www.ahnafmedia.com

کی بے ہودہ روایتوں سے پاک ہے، نہ تو عورت کو گناہ کا پُتلا بنا کر مظلوم بنانے کی اجازت ہے اور نہ ہی اسے یورپ کی سی آزادی حاصل ہے۔(۳)

یہاں پر ان حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلام نے عورت کو دیے؛ بلکہ ترغیب وترہیب کے ذریعہ اسے ادا کرنے کا حکم بھی صادر کیا۔

عورتوں کو زندہ رکھنے کا حق:

عورت کا جو حال عرب میں تھا وہی پوری دنیا میں تھا؛ عرب کے بعض قبائل لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے اس پر سخت تہدید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا کہ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن خدا کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ فرمایا:

وإذا الموءدةُ سُئِلَتْ . بأيِ ذنبٍ قُتِلَتْ (سورۃ التکویر: ۸-۹)

اس وقت کو یاد کرو جب کہ اس لڑکی سے پوچھا جائے گا جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔

ایک طرف ان معصوم کے ساتھ کی گئی ظلم وزیادتی پر جہنم کی وعید سنائی گئی تو دوسری طرف ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔ جن کا دامن اس ظلم سے پاک ہو اور لڑکیوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ کریں۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی لڑکی ہو وہ نہ تو اسے زندہ درگور کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔(۴)

www.ahnafmedia.com

عورت بحیثیتِ انسان:

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد وعورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ انسان کے دل ودماغ میں عورت کا جو مقام ومرتبہ اور وقار ہے اس کو متعین کیا۔ اس کی سماجی، تمدنی، اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

خلقکم من نفسٍ واحدةٍ وخَلَقَ منها زوجَها (سورۃ النساء: ۱)

اللہ نے تمہیں ایک انسان (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بنایا۔

اس بنا پر انسان ہونے میں مرد وعورت سب برابر ہیں۔ یہاں پر مرد کے لیے اس کی مردانگی قابلِ فخر نہیں ہے اور نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعثِ عار۔ یہاں مرد اور عورت دونوں انسان پر منحصر ہیں اور انسان کی حیثیت سے اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا عظیم شاہکار ہے۔ جو اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے اعتبار سے ساری کائنات کی محترم بزرگ ترین ہستی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل: ۷۰)

ہم نے بنی آدم کو بزرگی وفضیلت بخشی اور انہیں خشکی اور تری کے لیے سواری دی۔ انہیں پاک چیزوں کا رزق بخشا اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سی چیزوں پر انہیں فضیلت دی۔

سورۃ التین میں فرمایا:

www.ahnafmedia.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (سورۃ التین: ۴)

ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا۔

چنانچہ آدم کو جملہ مخلوقات پر فضیلت بخشی گئی اور انسان ہونے کی حیثیت سے جو سرفرازی عطا کی گئی اس میں عورت برابر کی حصے دار ہے۔(۵)

عورتوں کی تعلیم کا حق:

انسان کی ترقی کا دارومدار علم پر ہے کوئی بھی شخص یا قوم بغیر علم کے زندگی کی تگ ودو میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور اپنی کُند ذہنی کی وجہ سے زندگی کے مراحل میں زیادہ آگے نہیں سوچ سکتا اور نہ ہی مادی ترقی کا کوئی امکان نظر آتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں عورت کے لیے علم کی ضرورت واہمیت کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی ضرورت صرف مردوں کے لیے سمجھی گئی اور ان میں بھی جو خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں صرف وہی علم حاصل کرتے تھے اور عورت علم سے بہت دور جہالت کی زندگی بسر کرتی تھی۔

لیکن اسلام نے علم کو فرض قرار دیا اور مرد وعورت دونوں کے لیے اس کے دروازے کھولے اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ وپابندیاں تھیں، سب کو ختم کر دیا۔ اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی، جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلب العلم فریضة اور دوسری جگہ ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ عَالَ ثلاثَ بناتٍ فأدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وأحسنَ اليهِنَّ فله الجنة(٦)

جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

www.ahnafmedia.com

اسلام مرد وعورت دونوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس نے ہر ایک کو عبادت اخلاق وشریعت کا پابند بنایا ہے جو کہ علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم کے بغیر عورت نہ تو اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتی ہے جو کہ اسلام نے اس پر عائد کی ہے؛ اس لیے مرد کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے۔

جیسا کہ گزشتہ دور میں جس طرح علم مردوں میں پھیلا، اسی طرح عورتوں میں بھی عام ہوا۔ صحابہ کے درمیان قرآن وحدیث میں علم رکھنے والی خواتین کافی مقدار میں ملتی ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے؛ لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں پیچھے نہیں تھیں؛ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مدِمقابل تھیں، جن میں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت ام حبیبہ، اسماء بنت ابو بکر، ام شریک، فاطمہ بنت قیس، وغیرہ۔(۷)

معاشرتی میدان:

جس طرح دیگر معاشروں نے عورت کو کانٹے کی طرح زندگی کی رہ گزر سے مٹانے کی کوشش کی اس کے برعکس اسلامی معاشرہ نے بعض حالتوں میں اسے مردوں سے زیادہ فوقیت اور عزت واحترام عطا کیا ہے۔ وہ ہستی جو عالمِ دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے اس مظلوم طبقہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ(۸)

مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

www.ahnafmedia.com

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے بیزاری اور نفرت کوئی زہد و تقویٰ کی دلیل نہیں ہے، انسان خدا کا محبوب اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ اللہ کی تمام نعمتوں کی قدر کرے جن سے اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے، اس کی نظامت اور جمال کا متمنی ہو اور عورتوں سے صحیح و مناسب طریقے سے پیش آنے والا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کو لازم قرار دیا گیا ہے، اس سلسلے میں آپ کا ارشاد ہے:

النکاحُ من سنتی وفی روایۃ فمن رغب عن سنتی فلیس منی (۹)

نکاح میری سنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (۱۰)

چنانچہ ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلم و مربی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (البقرہ: ۱۸۷) عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا۔

یعنی کہ تم دونوں کی شخصیت ایک دوسرے سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ تم ان کے لیے باعثِ حسن و آرائش ہو تو وہ تمہارے لیے زینت و زیبائش غرض دونوں کی زندگی میں بہت سے تشنہ پہلو ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔ (۱۱)

معاشی حقوق:

معاشرہ میں عزت معاشی حیثیت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جو جاہ و ثروت کا مالک ہے، لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہے لوگ اس کے قریب سے گزرنا بھی گوارا نہیں کرتے، عزت کرنا تو دور کی بات ہے۔ اسے دنیا کے تمام سماجوں اور نظاموں نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت ہی کمزور رکھا،

www.ahnafmedia.com

سوائے اسلام کے، پھر اس کی یہی معاشی کمزوری اس کی مظلومیت اور بیچارگی کا سبب بن گئی۔ مغربی تہذیب نے عورت کی اسی مظلومیت کا مداوا کرنا چاہا۔ اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر انہیں فیکٹریوں اور دوسری جگہوں پر کام پر لگادیا۔ اس طرح سے عورت کا گھر سے باہر نکل کر کمانا بہت سی دیگر خرابیوں کا سبب بن گیا، ان حالات میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے راہِ اعتدال اختیار کیا۔

(۱) عورت کا نان ونفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔ بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نان ونفقہ واجب کر دیا گیا اور اگر ماں ہے تو اس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہے، ارشاد باری تعالی ہے کہ:

عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ (سورۃ البقرہ: ۲۳۶)

خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی توفیق کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے۔

(۲) مہر: عورت کا حق مہر ادا کرنا مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْساً فَكُلُوهُ هَنِيْئاً مَّرِيْئاً (سورۃ النساء: ۴)

عورتوں کا ان کا حق مہر خوشی سے ادا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اس کو خوشی اور مزے سے کھاؤ۔

(۳) وراثت: بعض مذہبوں کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا؛ لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ارشاد ہوا ہے یعنی مرد کو عورتوں کے دوبرابر حصے ملیں گے۔ (سورۃ النساء: ۱۱)

www.ahnafmedia.com

یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

(۴) مال وجائیداد کا حق: اس طرح عورت کو مہر سے اور وراثت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے؛ کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے؛ بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے؛ اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے؛ مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

(۵) پھر وہ اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے، اس پر کسی کا اختیار نہیں، چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ از خود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے؛ لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کا عطا کردہ معاشی حق عورت کو اتنا مضبوط بنا دیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے؛ جب کہ عورت ان معاشی حقوق سے کلیتاً محروم ہے۔

تمدنی حقوق:

شوہر کا انتخاب: شوہر کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے عورت پر بڑی حد تک آزادی دی ہے۔ نکاح کے سلسلے میں لڑکیوں کی مرضی اور ان کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لَا یُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَأْمَرُ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حتی تُسْتأذن (۱۲)

شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے

www.ahnafmedia.com

مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے۔(۱۳)

اگر بچپن میں کسی کا نکاح ہو گیا ہو، بالغ ہونے پر لڑکی کی مرضی اس میں شامل نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس نکاح کو وہ رد کر سکتی ہے، ایسے میں اس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

ہاں اگر عورت ایسے شخص سے شادی کرنا چاہے جو فاسق ہو یا اس کے خاندان کے مقابل نہ ہو تو ایسی صورت میں اولیاء ضرور دخل اندازی کریں گے۔

خلع کا حق:

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔

حسن معاشرت کا حق:

قرآن میں حکم دیا گیا: **وعاشروھن بالمعروف** عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ (سورۃ النساء: ۱۹)

چنانچہ شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **خیرُکم خیرُکم لاھلہ**۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے لطف ومہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔(۱۴)

بیویوں کے حقوق:

اسلام کے آنے کے بعد لوگوں نے عورتوں کو بے قدری کی نگاہوں سے

www.ahnafmedia.com

دیکھا، اس بے قدری کی ایک شکل یہ تھی کہ لوگ عبادت میں اتنے محو رہتے تھے کہ بیوی کی کوئی خبر نہیں۔ حضرت عمرو بن العاس اور حضرت ابو درداء کا واقعہ کا بڑی تفصیل سے حدیث میں مذکور ہے کہ کثرتِ عبادت کی وجہ سے ان کی بیوی کو ان سے شکایت ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ تم پر تمہاری بیویوں کا بھی حق ہے، لہٰذا تم عبادت کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کا بھی خیال رکھو۔

بیویوں کے حقوق کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"لوگو! عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو وہ تمہاری زیر نگین ہیں تم نے ان کو اللہ کے عہد پر اپنی رفاقت میں لیا ہے اور ان کے جسموں کو اللہ ہی کے قانون کے تحت اپنے تصرف میں لیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمھیں ناگوار ہے اگر ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مار سکتے ہو اور تم پر ان کو کھانا کھلانا اور پلانا فرض ہے۔(۱۵)

آپ نے ایک جگہ اور فرمایا:

خیرُکم خیرُکم لاھلہ وأنا خیرُکم لاھلی(۱۶)

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو اور خود میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔

انَّ أکْمَلَ المؤمنینَ ایماناً أحسنُھم خُلقاً وألطفُھم لأھلہ(۱۷)

کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال کے لیے نرم خو ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بیویوں

www.ahnafmedia.com

کے حق میں سراپا محبت وشفقت ہونا چاہیے اور ہر جائز امور میں ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کرنی چاہیے۔ کچھ لمحوں کے لیے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے رفاقت کے دوران صبر و تحمل سے کام لینے والا ہو اور محبت وشفقت رکھنے والا ہو۔(۱۸)

عورتوں کا معاشرتی مقام اسلام کی نظر میں:

اسلام میں معاشرتی حیثیت سے عورتوں کو اتنا بلند مقام حاصل ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مرد کو مخاطب کرکے یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معاشرت کے باب میں "معروف" کا خیال کیا جائے؛ تاکہ وہ معاشرت کے ہر پہلو اور ہر چیز میں حسن معاشرت برتیں۔ ارشاد ربانی ہے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللهُ فِيْهِ خَيْراً كَثِيْراً (سورۃ النساء: ۱۹)

اور ان عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔

معاشرت کے معنی ہیں، مل جل کر زندگی گزارنا، اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک تو مردوں کو عورتوں سے مل جل کر زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ "معروف" کے ساتھ اسے مقید کردیا ہے، لہٰذا امام ابو بکر جصاص رازی (المتوفی ۷۰ھ) معروف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں عورتوں کا نفقہ، مہر، عدل کا شمار کرسکتے ہیں۔

اور معروف زندگی گزارنے سے مطلب یہ ہے کہ گفتگو میں نہایت شائستگی

www.ahnafmedia.com

اور شیفتگی سے کام لیا جائے باتوں میں حلاوت و محبت ہو حاکمانہ انداز نہ ہو اور ایک بات کو توجہ کے ساتھ سنیں اور بے رخی بے اعتنائی نہ برتیں اور نہ ہی کوئی بد مزاجی کی جھلک ظاہر ہو۔(۱۹)

قرآن میں صرف معاشرت کے لیے ہی نہیں کہا گیا کہ عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پیش آنا مردوں پر خدا نے فرض کیا ہے؛ بلکہ اسی کے ساتھ ہر طرح کے مسائل کے بارے میں کہا گیا ہے۔ جیسے مطلقہ عورت کے باری میں صاف طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے:

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا (سورۃ البقرہ: ۲۳۱)

ایذادِہی کے خیال سے ان کو نہ روک رکھو؛ تاکہ تم زیادتی کرو۔

آزادیِ رائے کا حق:

اسلام میں عورتوں کی آزادی کا حق اتنا ہی ہے جتنا کہ مرد کو حاصل ہے خواہ وہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی۔ اس کو پورا حق ہے کہ وہ دینی حدود میں رہ کر ایک مرد کی طرح اپنی رائے آزادانہ استعمال کرے۔

ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ”تم لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ عورتوں کی مہر زیادہ نہ باندھو، اگر مہر زیادہ باندھنا دنیا کے اعتبار سے بڑائی ہوتی اور عند اللہ تقویٰ کی بات ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہوتے۔(ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس تقریر پر ایک عورت نے بھری مجلس میں ٹوکا اور کہا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا (سورۃ النساء: ۲۰)

www.ahnafmedia.com

اور دیا ہے ان میں سے کسی ایک کو ڈھیر سامان تو اس میں سے کچھ نہ لو۔

جب خدا نے جائز رکھا ہے کہ شوہر مہر میں ایک قنطار بھی دے سکتا ہے تو تم اس کو منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کُلُّکُمْ أَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ تم سب تم سے زیادہ علم والے ہو۔ اس عورت کی آزادیِ رائے کو مجروح قرار نہیں دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں ٹوکا گیا اور ان پر کیوں اعتراض کیا گیا؛ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو اولیت اور افضلیت میں تھی۔ جواز میں نہ تھی

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنی آزادیِ رائے کا پورا حق ہے؛ حتی کہ اسلام نے لونڈیوں کو بھی اپنی آزادانہ رائے رکھنے کا حق دیا۔ اور یہ اتنی عام ہو چکی تھی کہ عرب کی لونڈی اس پر بے جھجک بنا تردد کے عمل کرتی تھیں حتی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رائے سے جو بحیثیت نبوت ورسالت کے نہیں ہوتی تھی، اس پر بھی بے خوف وخطر کے اپنی رائے پیش کرتی تھیں اور انہیں کسی چیز کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی نافرمانی کا۔(۲۰)

اس آزادیِ رائے کا سرچشمہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے ازواجِ مطہرات میں آزادیِ ضمیر کی روح پھونک دی تھی، جس کا اثر تمام عورتوں پر پڑتا تھا۔

حواشی:

(۱) مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، سید جلال الدین عمری، مطبع ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، مارچ ۱۹۸۶ء، ص:۱۵

(۲) اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۱۵

www.ahnafmedia.com

(۳) اسلام میں عورت کامقام، مرتبہ: ثریابتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۲۹۔۳۰

(۴) ابوداؤد، باب فضل من عال یتامی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ص:۹۳۰

(۵) اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ، ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن

(۶) ابوداؤد، باب فضل من عال فی یتامی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ص:۹۳۱

(۷) مسلمان عورتوں کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ: سید جلال الدین عمری، ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، مارچ ۱۹۸۶ء، ص: ۲۹

(۸) نسائی، احمد بن شعیب بن علی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ۱۴۰۳ھ ص: ۶۰۹

(۹) بخاری، کتاب النکاح، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ص: ۷۵۷۔۷۵۸

(۱۰) بخاری، کتاب النکاح، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ص: ۷۵۷۔۷۵۸

(۱۱) اسلام میں عورت کا مقاموم ومرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن

(۱۲) مشکوٰۃ کتاب النکاح، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۷۰

(۱۳) مشکوٰۃ، باب عشرۃ النساء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۸۱

(۱۴) مشکوٰۃ، کتاب النکاح، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۷۰

(۱۵) مشکوٰۃ بروایت صحیح مسلم، فی قصۃ حجۃ الوداع، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۲۵

(۱۶) مشکوٰۃ، باب عشرۃ النساء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص: ۲۸۱

(۱۷) مشکوٰۃ، عن ترمذی، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:

(۱۸) اسلام میں عورت کامقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص: ۶۰۔۶۱

(۱۹) اسلام میں عورت کامقام، مولوی عبدالصمد رحمانی، دینی بک ڈڈپو اردوبازار، دہلی، ص: ۱۷

(۲۰) اسلام میں عورت کامقام، مولوی عبدالصمد، رحمانی، دینی بک ڈپو، اردوبازار دہلی، ص: ۲۲۔۲۳

www.ahnafmedia.com

احساس

شہباز بلوچ

اس نے ایک مانگنے والے کو جھٹ سے کچھ نکال کر دے دیا۔ مَیں نے کہا کہ بھائی دیکھ بھال کر دینا چاہئے یہ فراڈ لوگ ہوتے ہیں اور عام انسان کے جذبہ نیکی کو ایکسپلائٹ کرتے ہیں! فرمانے لگے آپ نے بجا فرمایا، مَیں پہلے ایسا ہی کیا کرتا تھا، پھر ایک واقعے نے میری دُنیا بدل کر رکھ دی۔

مَیں دھرم پورہ لاہور میں اپنے گھر سے سائیکل پہ نکلا تھا کہ ٹھیکیدار سے اپنے بقایاجات وصول کرلوں، مَیں سٹیل فکسر تھا اور ایک کوٹھی کے لینٹر کے پیسے باقی تھے مگر ٹھیکیدار آج کل پر ٹرخا رہا تھا۔ مَیں سائیکل پہ جارہا تھا کہ ایک شخص اپنا بچہ فٹ پاتھ کے کنارے لٹائے ہسپتال پہنچانے کے لئے کسی ٹیکسی کا کرایہ مانگتا پھر رہا تھا۔

وہ کبھی کسی پیدل کا بازو پکڑ کر ہاتھ جوڑ دیتا، میرا بچہ بچالیں مجھے ٹیکسی کا کرایہ دے دیں تو کبھی موٹر سائیکل والے کو ہاتھ دے کر روکتا، کبھی کسی کار والے کے پیچھے بھاگتا کہ وہ کار میں اس کے بچے کو ہسپتال پہنچادے، کوئی رکتا تو کوئی نہ رکتا، جو رکتا وہ بھی اسے گھور کر دیکھتا اور آپ والی سوچ۔۔۔ سوچ کر اسے ڈانٹتا، کام کر کے کھانے کی نصیحت کرتا اور آگے نکل جاتا۔

مَیں سائیکل سائیڈ پر روکے ایک پاؤں زمین پر ٹیکے اس کا تماشہ دیکھ رہا تھا، اچانک اس کی نظر مجھ پر بھی پڑی اور اس نے میری سائیکل کا ہینڈل پکڑ لیا، بھائی جان خدا کے لئے میرے بچے کی زندگی بچالیں اس کو سخت بخار ہے۔

آپ نیچے اُتر کر اس کو دیکھ تو لیں آپ کو یقین آجائے گا۔ آپ دیں گے تو شاید کسی اور کو بھی اعتبار آجائے۔

www.ahnafmedia.com

مگر مَیں بھی آپ کی طرح سوچ رہا تھا، پھر جس جارحانہ انداز میں اس نے میری سائیکل کا ہینڈل پکڑ رکھا تھا لگتا تھا کہ ادھر مَیں سائیکل سے اترا اور ادھر وہ سائیکل پکڑ کے بھاگ جائے گا، مَیں نے بھی اسے کام کر کے کھانے کی تلقین کی اور پچھلے جمعے میں نے سنی ہوئی حدیث اس کو بھی سنا دی کہ، الکاسب حبیب اللہ، کما کر کھانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے اور اپنا ہینڈل چھڑا کر بڑبڑاتا ہوا آگے چل پڑا "خوامخواہ ہمیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔"

دو تین گھنٹے کے بعد جب مَیں بقایا جات وصول کر کے واپس آیا تو وہ ابھی اسی جگہ کھڑا مانگ رہا تھا، بچے کو اب وہ سڑک کے پاس لے آیا تھا اور اس کے چہرے سے کپڑا بھی اُٹھا رکھا تھا، وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اب بچے کے کفن دفن کے لئے مانگ رہا تھا۔

مَیں نے سائیکل روک کر پاؤں نیچے ٹیکا اور میت کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔ پھول کی طرح معصوم بچہ۔۔۔ زندگی کی بازی ہار گیا تھا، میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

مَیں نے جیب میں جو کچھ تھا بقایا جات سمیت سب بغیر گنے نکال باہر پھینکا اور اس سے پہلے کہ اس کا باپ میری طرف متوجہ ہو، سائیکل اس تیزی سے چلا کر بھاگا گویا سارے لاہور کی بلائیں میرے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔

مَیں گھر پہنچا تو میرا بُرا حال تھا، تھوڑی دیر کے بعد مجھے بخار نے آگھیرا، بخار بھی کچھ ایسا تھا گویا میرے سارے گناہوں کا کفارہ اسی بخار سے ہونا تھا، گھر والے مجھے ہسپتال کے لئے لے کر نکلے اور مَیں چارپائی سے چھلانگ لگا دیتا، مجھے ہسپتال نہیں جانا تھا، مَیں اسی بچے کی طرح ایڑیاں رگڑ کر مرنا چاہتا تھا۔

دن گزر گئے تھے اور بچے کا نام سکول سے کٹ گیا تھا۔ وائف نے اپنے بھائی

www.ahnafmedia.com

سے بات کی جو دبئی کی ایک کمپنی میں کیشئر تھا، اُس نے مجھے باہر بلانے کے لئے پاسپورٹ بنانے کو کہا، مگر ایک تو مَیں شناختی کارڈ بھی پیسوں کے ساتھ نکال کر بچے کی میت پر پھینک آیا تھا، دوسرا میں خود بھی بچے کو اکیلا چھوڑ کر باہر نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہ پچاس دن قیامت کے پچاس دن تھے۔

پچاسویں دن دس بجے کے لگ بھگ ہمارے گھر کا دروازہ بجا، دروازہ مَیں نے خود ہی کھولا اور سامنے اس بچے کے باپ کو دیکھ کر مجھے چکر آ گئے مجھے لگا جیسے ہم دونوں آمنے سامنے کھڑے خلا میں چکر کاٹ رہے ہیں، درمیان میں بچے کا چہرہ بھی آ جاتا۔

میری کیفیت سے بے خبر اس باپ نے مجھے دبوچ لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

وہ کچھ کہنے کی بجائے میری ٹھوڑی کو ہاتھ لگاتا اور اسے چوم لیتا، جبکہ مَیں پتھر کا بت بنے اس کی گرفت میں تھا، کہ اچانک مجھے جھٹکا لگا اور میری چیخ کچھ اس طرح نکلی جیسے کسی کو پانی پیتے وقت اچھو لگ جاتا ہے اور پانی اس کے مُنہ اور ناک سے بہہ نکلتا ہے۔

مَیں اس بچے کے باپ کو سختی کے ساتھ سینے سے لگائے یوں رو رہا تھا گویا اس کا نہیں، میرا بچہ مر گیا ہے، ہمارے رونے سے گھبرا کر پورا محلہ اکٹھا ہو گیا تھا۔ آہستہ آہستہ 50 دنوں کا غبار نکلا، اس کو مَیں گھر میں لے کر آیا، محلے والے بھی آ گئے تھے، جنہوں نے اس آدمی سے بہت افسوس کیا۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی جیب سے میرا شناختی کارڈ نکالا اور مجھے واپس کیا، پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ پیسے نکالے اور میرا شکریہ ادا کر کے کہنے لگا کہ آپ کے پیسے بڑے برکت والے تھے۔

شاید آپ کے خلوص کی برکت تھی کہ میرے بہت سارے کام ہو گئے،

www.ahnafmedia.com

سارے اخراجات کے بعد کچھ پیسے بچ گئے تھے، ان میں کچھ پیسے مَیں نے ادھار لے کر ڈالے ہیں۔ یہ آپ قبول کر لیجئے، باقی مَیں بہت جلد واپس کر دوں گا۔ مَیں نے پیسے واپس لینے سے سختی کے ساتھ انکار کر دیا اور منت سماجت کر کے اسے پیسے رکھنے پر راضی کر لیا، اس کے بعد مَیں یہاں بطور سٹیل فکسر آ گیا۔ مَیں جی جان سے کام کرتا تھا چند ماہ میں ترقی کر کے فورمین بن گیا، تین سال بعد مَیں نے اپنی کمپنی بنالی آج وہ میری کمپنی میں فورمین ہے، بچے کے بعد اللہ نے اسے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا ہے! مَیں اسے آپ سے ملواؤں گا مگر اس سے سائیکل والا قصہ مت بیان کیجئے گا وہ آج تک نہیں پہچانا کہ میری سائیکل روک کر اس نے مجھ سے سوال کیا تھا! وہ مجھے ولی اللہ سمجھتا ہے جس نے اس کے بچے کی لاش دیکھ کر سب کچھ نکال کے دے دیا۔ اس دن کے بعد میں کسی کا ہاتھ خالی نہیں لوٹاتا، تھوڑا سا دینے سے نہ وہ امیر ہوتا تھا اور نہ مَیں غریب ہوتا ہوں، بس دِل کو تسلی ہوتی ہے کہ مَیں اس بچے کا خون بہا ادا کر رہا ہوں۔

رہ گئی لوٹنے کی بات تو قاری صاحب ہمیں کون نہیں لوٹتا؟ جوتے والا ہمیں لوٹتا ہے، کپڑے والا ہمیں لوٹتا ہے، سبزی اور گوشت والا ہمیں لوٹتا ہے، اتنا لٹنے کے بعد اگر کوئی ہمیں اللہ کے نام پہ لوٹ لے تو شاید حشر میں ہماری نجات کا سامان ہو جائے کہ یہ بندہ میری خاطر میرے نام پہ لٹتا رہا ہے۔

سنہرے موتی

اقوام عالم کی تاریخ پر نگاہ رکھنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ خواتین کے حقیقی حقوق سوائے اسلام کے کسی اور مذہب نے بیان ہی نہیں کیے بلکہ اس کے برعکس صنف نازک سے شرم و حیاء، عفت و پاکدامنی اور معاشرتی و معاشی حقوق سلب کیے ہیں۔

از: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حیات و خدمات

محترمہ سعدیہ الیاس گھمن
منتظمہ: مرکز اصلاح النساء

ایک بہت ہی خوبصورت صبح مکہ کی عورتیں خانہ کعبہ خدا تعالیٰ کے گھر جمع ہیں، خوش گپیوں میں مصروف ہیں، قہقہے لگ رہے ہیں۔ اِدھر اُدھر کی باتیں ہو رہیں ہیں لیکن وہیں ایک عورت باوقار، مہذب شخصیت کی حامل، طواف سے فارغ ہوئی وہ اپنی شخصیت سے ہی ایک بڑے سلجھے خاندان کا چشم وچراغ معلوم ہوتیں ہیں۔ ایک خاص قسم کا ٹھہراؤ ہے۔ مالی آسودگی اور ذہانت ان کے چہرے سے ظاہر ہے۔ اسی اثناء میں ایک آدمی نمودار ہوا سب کو مخاطب کیا:

"اے مکے کی عورتو!"

سب دم بخود ہو کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

وہ بولا:

"تمہارے ہاں ایک نبی آنے والا ہے جس کا نام احمد ہو گا تم عورتوں میں سے جس کو اس کے نکاح کا پیغام ملے بغیر سوچے سمجھے رشتہ کے لیے "ہاں" کر دو۔"

یہ سننا تھا کہ عورتیں غصے سے لال پیلی ہو گئیں اور اسے کوسا کہ اس بات کے لیے ہمارا اتنا وقت ضائع کر دیا۔ کسی نے دیوانہ کہا، کسی نے پاگل۔ اور پھر اپنی باتوں میں مشغول ہو گئیں۔

وہ باوقار خاتون بھی یہ سب سن رہی تھی وہ اجنبی شخص دراصل ایک یہودی عالم تھا اپنی مقدس کتاب کے علم کی بنیاد پر جو انکشاف کیا تھا وہ درحقیقت انہیں قابل عزت خاتون کے لیے تھا یہ طیبہ طاہرہ خاتون کوئی اور نہیں مکے کی بڑی تاجرہ امیر خاتون

www.ahnafmedia.com

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ 555ء میں مکہ میں پیدا ہوئیں، ایک معروف تاجر خویلد بن اسد کے آنگن میں آنکھیں کھولیں۔ ابابیلوں کے ذریعے ابراہ کی بربادی کے واقعے کے وقت پندرہ برس کی تھیں اور پانچ پشتوں کے بعد ان کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاملتا ہے۔

حضرت خدیجہ کے والد عرب کی طویل جنگ حرب فجار میں قتل ہوئے تو ان کی ذمہ داری ان کے چچا عمر بن سعد نے سنبھال لی۔ ان کے قریبی عزیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہلے پہچاننے والے ورقہ بن نوفل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی حکیم بن حزام شامل ہیں۔

حکیم بن حزام عقل مند انسان تھے 120 برس کی عمر پائی جس کا نصف حصہ جاہلیت میں اور نصف اسلام کے سائے میں گزرا۔ معروف صحابی زبیر بن عوام حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے تھے، حضرت خدیجہ کے دادا اسد بن عبد العزیٰ کے گھر کو خانہ کعبہ کا جوڑی دار کہا جاتا تھا۔ وہ خانہ کعبہ سے محض نوفٹ کے فاصلے پر تھا اور دن کے مختلف اوقات میں دونوں گھر ایک دوسرے کے سائے میں آجاتے تھے۔

حضرت خدیجہ ایسے لوگوں میں شامل ہیں جنہیں اللہ نے پاکیزہ فطرت، نرم دل، شریں زبان، کشادہ ہاتھ اور اجلے کردار سے نوازا۔ وہ اسلام سے پہلے ہی بتوں اور شرک وبدعت سے نفرت کرتی تھیں اور سچائی کے متلاشوں میں شامل رہتی تھیں، ان کی پاک دامنی کی وجہ سے مکہ کے جاہل معاشرے جہاں عورت کی جانور سے زیادہ عزت نہیں تھی لیکن وہ قریشی خواتین میں "سیدہ" کہلاتی تھیں۔ انہیں ان کی حاضر جوابی ذہانت کی وجہ سے "جیّدہ" بھی کہا گیا جبکہ پاک دامنی کی وجہ سے "طاہرہ" کے لقب سے نوازا گیا۔

www.ahnafmedia.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے آنے والے آخری نبی کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا، عرب میں ان کی آمد کے بارے میں گفتگو معمول کا حصہ تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان خوش خبریوں میں دلچسپی رکھتی تھیں اور اس نبی کی آمد کی منتظر تھیں۔ ادھر اللہ انہیں اپنی مشیت سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کر رہا تھا۔ اس کا ایک ذریعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وہ خواب تھے جنہیں سچ ثابت ہونا تھا۔

ایک خواب میں انہوں نے سورج، چاند جیسی زبردست روشنی دیکھی جو ان کے گھر میں داخل ہو کر ان کی آغوش تک پہنچتی ہے پھر اس سے ساری کائنات روشن ہو جاتی ہے وہ گھبرا کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں انہیں خواب سنایا تو انہوں نے کہا مبارک سلامت کا شور مچا دیا اور بولے جلد تمہارے گھر کو خدا روشنی سے منور کر دے گا اور یہ روشنی ایک نبی کی ہو سکتی ہے وہ نبی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں آپ ان پر ایمان لانے والی ہو گیں۔

یہ سن کر ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ہوتا بھی کیسے ؟خواب جو حقیقت بننے جا رہا تھا۔ حضرت کے پہلے شوہر ابو یالہ بن زرارہ تھے مگر وہ دو بیٹیوں ہندہ اور یالہ کی پیدائش کے بعد جلد ہی فوت ہو گئے، ان کے بعد نکاح ثانی عتیق ابن آلہ سے ہوا ان سے ایک بیٹی ہند پیدا ہوئیں پھر عتیق نے بھی دنیا سے منہ موڑ لیا۔

پھر انہوں نے یتیم بچوں کی تربیت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا اور شادی نہ کرنے کا ارادہ کر لیا، ابو جہل کا بھی رشتہ آیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ کئی معززین کا پیغامِ نکاح آیا مگر سیدہ طاہرہ کیلئے رب نے ایک عظیم اعزاز کا انتظام کر رکھا تھا اس لیے انہوں نے ان رشتوں سے انکار کر دیا۔

یہی وجہ جب ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا تو ابو جہل

www.ahnafmedia.com

نے جل کر کہا کہ

"اسے مکے کے یتیم کے علاوہ کوئی نہیں ملا تھا۔؟"

دمشق کی طرف قافلہ تجارت کی روانگی کا مرحلہ تھا، سامان تجارت اور اسے لے جانے کے افراد تیار کیے جارہے تھے، تین ماہ کے سفر کا آغاز تھا گرمیوں اور سردیوں کے اس تجارتی سفر پر ہی اس آبادی کا انحصار تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تجارت کے ایک بڑے حصے کی مالک تھیں، حضرت خدیجہ خاتون ہونے کے ناتے خود تو جانہیں سکتی تھیں اس لئے انہوں نے رائج طریقے کے مطابق مکے میں اعلان کروایا جو مال لے کر جائے گا اسے تجارت کیلئے دو اونٹ دیے جائیں گئے۔

تو بہت سے نوجوان متوجہ ہوئے ان میں ایک ابو طالب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاوضے پر لوگوں کی بکریاں چراتے تھے، خواجہ ابو طالب نے کہا بھتیجے !میرا دل نہیں چاہتا تمہیں خود سے جدا کروں لیکن یہ قیمتی موقع ہے مالی حالات بہتر کرنے کا اور تجارت میں تجربات حاصل کرنے کا۔ تم حضرت خدیجہ سے جا کر بات کرو آپ کی پھوپھی اور حضرت خدیجہ کی بھابھی حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب زوجہ عوام بن خویلد بولیں یہ مناسب نہیں آپ خود بات کریں ۔

خواجہ ابو طالب خود چل پڑے بات کرنے اپنے بھتیجے کے مستقبل کیلئے لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ فیصلہ حضور کی زندگی میں انقلاب لانے والا ہے، قدرت اپنی حکمت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تجارت کے تجربات سے گزارنا چاہتی ہے اور ایک باوقار بیوی کا تحفہ دے کر اس کی زندگی کو خوشیوں سے بھرنا چاہتی ہے۔ خواجہ ابو طالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی اور چار اونٹوں کا مطالبہ کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تو گویا گوہر مقصود ملنے لگا ہے وہ پہلے ہی حضور کی صفات اور عادات

www.ahnafmedia.com

مطہرہ کے متعلق صادق امین ہونے کے متعلق سن چکی تھیں فورا مان گئیں۔ بلکہ کہا: ابو طالب آپ نے ایک آسان معاوضے کا مطالبہ کیا اگر تم اس سے زیادہ کا سوال کرتے تو میں دے دیتی۔

قبیلہ بنو سعد کی بکریوں کی دیکھ بھال کرنے والا نوجوان جسے کل ساری انسانیت کی رہنمائی کرنی تھی تاجر بننے جارہے تھے، دمشق کا طویل سفر انہیں درپیش تھا اب قدرت ان کی نئی تربیت کرنا چاہتی تھی۔ انسانوں اور ان کے مزاج کو سمجھنا روپے پیسے کا حساب وکتاب لوگوں سے بھاؤ تاؤ میل جول مارکیٹ کے حالات کو سمجھ کر درست فیصلہ اور دیانت امانت کو مد نظر رکھنا، کسی طرح کسی کو نقصان پہنچائے بغیر فائدہ حاصل کرنا، کس طرح آپس کے تعلقات کو متاثر کیے بغیر معاملہ کرنا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے جانتی تھیں اب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کاروباری خوبیاں پرکھنا چاہتیں تھیں انہوں نے غلام میسرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاون بنا کر ساتھ کر دیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی باتیں دیکھیں جو دنیا کے کسی انسان میں نہ دیکھی تھیں۔ میسرہ نے جھوٹے بتوں کی قسمیں کھا کر مال بیچنے والا نسطورا راہب کو دیکھا کہ وہ آپ کو پہچان کر آپ کے قدموں میں گر گیا، بادلوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرتے دیکھا میسرہ کے واپس آکر ساری تفصیل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی شخصیت کی اور زیادہ معترف ہو گئیں انہوں نے یہ باتیں ورقہ بن نوفل کو بتائیں تو وہ چیخ اٹھے اس نے کہا کہ یہ وہی خاتم الرسل ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ہے۔ اب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تردد کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی تھی اور وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ ہستی جلد اعزاز اور شرف کی بلندیاں پانے والی ہے انہوں نے اعتراف کر لیا کہ یہی ان کا جیون ساتھی بن

www.ahnafmedia.com

سکتا ہے ان کے یتیم بچوں کا سرپرست بن سکتا ہے۔

دو ماہ ہو چکے تھے سفر سے واپسی کے حضرت خدیجہ کو یقین ہو چکا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جن کی رفاقت سے بڑا اعزاز دنیا و آخرت میں کوئی نہیں، ایسے میں انہوں نے دل کی یہ بات اپنی سہیلی نفیسہ سے کر ڈالی وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے احساسات فوراً سمجھ گئی، انہوں نے اس معاملہ میں مدد کا یقین دلایا۔

ایک دن انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کی طرف متوجہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معاشی حالات کا ذکر کیا بات یہاں سے شروع ہو کر بڑوں اور بزرگوں تک جاتی ہے، دونوں یتیم ہیں اس لئے دونوں کے خواجہ ابو طالب اور عمرو بن سعد شادی کی بات چیت کرتے ہیں بالآخر خوشیوں کا وہ لمحہ آن پہنچتا ہے سب کو دعوتیں دی جاتیں ہیں حتی کہ دائی حلیمہ کو بھی دعوت دی گئی وہ اس شادی سے خوش ہوتیں ہیں اور حضرت خدیجہ کی طرف سے چالیس بھیڑوں کا تحفہ پاتی ہیں۔

شادی کی تقریب ختم ہوئی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آجاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس برس۔ باہمی محبت اور خلوص کے ایسے سفر کا آغاز کرتے ہیں جس کو اب کبھی ختم نہیں ہونا، دنیا کے بعد رب کی جنتوں میں بھی اکٹھے رہنا ہے، اگرچہ عمروں میں بڑا واضح فرق ہے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی نفسیاتی اور جذباتی سطح پر یہ فرق محسوس نہیں ہونے دیا۔

کچھ دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہو جاتے ہیں وہ اپنا سب مال و دولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتی ہیں اور اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے وقف کر لیتی ہیں۔ انہیں وفا شعار بیویوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کرنا اپنے ہاتھ سے اچھا لگتا

www.ahnafmedia.com

ہے، اپنے عزیز از جان شوہر کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کو بھی نظر انداز نہیں کرتیں، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معمولی سی تکلیف بھی پہنچانا گوارا نہیں۔

اس سفر میں ان کے بچے بھی ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ منہ بولے بیٹے کے طور پر موجود ہیں اور اُمِّ ایمن بھی موجود ہیں۔

وقت گزرتا ہے کاشانہ نبوت میں پھول کھلتے ہیں؛ قاسم، عبداللہ، ام کلثوم رقیہ، زینب اور فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آنکھ کھولتے ہیں اور یوں یہ گھرانہ مکمل ہوتا چلا جاتا ہے۔

دونوں کتنی اچھی زندگی گزار رہے تھے خواجہ ابو طالب کے غلام کی زبانی سنئے: شادی کے بعد شفیق چچا ابو طالب کے اپنے غلام کو بھیجتے ہیں جاؤ دیکھ کر آؤ کہ میرے بھتیجے کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ واپسی پر وہ اتنے خوبصورت لفظوں میں منظر کشی کرتے ہیں کہ ابو طالب کا دل خوشیوں سے بھر جاتا ہے۔

غلام کہتا ہے:

"خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں آتے دیکھا تو سارے کام چھوڑ کر دروازے پر ان کا استقبال کیا، محبت سے ہاتھ تھام کر اندر لائیں اور بولیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کیلئے یہ سب کچھ کبھی نہ کرتی کیونکہ آپ ہی وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچیں تو مجھے اپنے دل سے مت بھلا دیجئے گا، میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے گا۔"

(فتح الباری)

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے محبت والفت میں ڈوبے الفاظ سن کر

www.ahnafmedia.com

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر میں وہی شخص ہوں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی آپ کو نہ بھلاؤں گا۔ آپ نے میری خاطر بہت قربانیاں دیں ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی روحانی بیٹیوں کیلئے کتنا پیارا سبق ہے کہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے شوہر کا استقبال کیسے کرنا ہے؟ کیسے اچھے جملوں سے اس کی توجہ حاصل کرنی ہے؟ کس طرح ہر موقع کو چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور تعلق کی مضبوطی کو ذریعہ بنالینا ہے؟ وقت گزرا اور تاریخ گواہ ہے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آخری سانس تک اپنی محبتوں کا مرکز بنائے رکھا۔
(طبرانی المعجم ص 23)

کیا ان جیسا کوئی ہو سکتا ہے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر فرماتے ہیں خدا کی قسم !اس ذات نے مجھے ایسا کوئی مہربان عطاء نہیں کیا جیسے حضرت خدیجہ تھیں۔

ان لفظوں کا اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اعزاز کیلئے بھلا اور کون کس پیرائے میں اس سے زیادہ خوبصورت اور میٹھی بات کہہ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں: جب لوگوں نے میرا انکار کیا انہوں نے مجھ پر یقین کیا، جب لوگوں نے مجھ پر جھوٹ بولا انہوں نے میری تصدیق کی، جب لوگوں نے مجھے محروم کیا انہوں نے اپنی جائیداد سے میری مدد کی۔ خدا نے مجھے ان کے ذریعے ہی اولاد دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شان میں رطب اللسان تھے ان کا ایک ایک عمل گنوا رہے تھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کیا مقام ہے؟ اللہ خود بھی زبان رسالت سے اس عظیم خاتون کا مقام و مرتبہ قیامت تک کی امت پر کر دینا چاہتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی وحی

www.ahnafmedia.com

کو سب سے پہلے سنا تھا، سب سے پہلے ایمان لائیں تھیں، سب سے پہلے وضو کا طریقہ سیکھا، سب سے پہلے نماز سیکھی، سب سے پہلے باجماعت نماز پڑھی، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بیٹے اور بیٹی کی ماں بنی، ان ڈھیروں اعزازات کے ساتھ بھلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب کیوں نہ ہوتیں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت خدیجہ کی وفاداری اتنی عزیز تھی کہ ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے رشتہ داروں اور سہیلیوں کا خیال فرماتے۔ انہیں اپنی بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے پوچھنے پر فرماتے میں کیوں نہ ان سے محبت کروں جن سے خدیجہ رضی اللہ عنہا محبت کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی اس پر رشک کرتی تھیں۔

غزوہ بدر کے قیدی مستقبل کے فیصلے کے منتظر تھے ایسے میں ایک تھیلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا ہے۔ کہا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب نے اپنے شوہر ابو العاص کا فدیہ دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیلا کھولتے ہیں، فضا اداس ہو جاتی ہے، تھیلے سے ہار نکلتا ہے جو بڑی چاہتوں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں ان کے گلے میں ڈالا تھا۔

اپنے گلے سے اتار کر وہی ہار انہوں نے اپنے والد کو بھیجا شوہر کی آزادی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا اگر آپ کی رضا ہو تو قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے؟ بھلا صحابہ کو کیا اعتراض جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ٹال دیں؟؟

چنانچہ ابو العاص وہ ہار ہاتھ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان دل میں لے کر مکہ روانہ ہوئے آج اسی ہار نے ان کو بچا لیا، مکہ جاتے ہی زینب کو مدینے روانہ کر

www.ahnafmedia.com

دیا خود بھی کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا۔ اماں خدیجہ نے حضور کا دل کچھ اس طرح محبت سے بھر لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پہلے انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا: حضرت مریم جنت کی بہترین خاتون اور حضرت خدیجہ زمین پر بہترین خاتون۔
(صحیح بخاری)

حضرت خدیجہ دنیا میں اس حال میں رہیں کہ کبھی ان کے شوہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض نہ ہوئے ، کسی عمل سے نبی کی دل آزاری کا معمولی سا حوالہ بھی موجود نہیں۔

امت کی بیٹیوں کے ان پچھلے 25 سالوں میں کتنا خوبصورت سبق ہے۔ مکہ سے میلوں دور ویران راستے کا دشوار سفر، 866 میٹر کی مشکل چڑھائی یہ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی جو انہیں خود آمادہ کرتی تھی کہ خود ہی اپنے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانے پینے کا سامان لے کر غار حرا میں جاتیں۔ محبت کرنے والے کئی کئی دن دور چلے جاتے ہیں ان کی تلاش میں مگر وہ خود کو حرف شکایت زبان پر لائے بغیر خود ہی ان کی تلاش میں روانہ ہو جاتیں اور غار حرا چلی جاتیں۔

یوں بھی ہوا کہ غار میں وہ تین میں سے تیسری تھیں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ اور اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ جبرائیل۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے اللہ کا سلام بھی دیا۔ کیا شرف ہے کبھی کبھی آپ پہاڑ کے دامن میں بھی رات گزارتیں اسی جگہ پر مسجد عجاب بنی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا چلے جاتے اور یہ گھر لوٹ جاتیں۔

اللہ اپنے بندے کو وحی کے لیے تیار کر رہا تھا ایک دفعہ انہوں نے جبرائیل کی آواز سنی اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہل گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

www.ahnafmedia.com

مضبوط اور طاقتور اعصاب کی مالکہ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: خدا کی قسم بے چینی ہے کچھ ہونے والا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کیا کہہ رہے ہیں ہم خدا سے پناہ طلب کرتے ہیں کیا خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ سکتا ہے ؟ جبکہ آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اہل وعیال کا خیال رکھتے ہیں، اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

غور کریں کیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نیکیاں یاد دلائیں کیسے ان کو حوصلہ دیا۔ ایسی حالت میں خواتین پریشان ہو کر خود ہی ہاتھ پاؤں چھوڑ دیتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوط لفظوں میں امید دلائی۔ ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ سے اپنی دو چاند جیسی بیٹیوں کی شادی کی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرداری کا تاج پہنایا گیا۔ ان درندہ صفت لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پریوں کو طلاق دے دی۔ مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا صبر کا پہاڑ بن گئیں۔

یہ ہے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی شان اور ان کی اپنے نبی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری اور بے لوث محبت جس نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ایسا مکین بنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں تو کیا ان کی وفات کے کافی عرصہ گزرنے کے باوجود شادی نہیں کی۔ بعد میں بھی ان کو ہمیشہ عزت واحترام سے یاد کرتے کہ دیگر ازواج مطہرات ان پر رشک کرتیں۔

اس پاکیزہ گھرانے کے دن یوں ہی بسر ہو رہے تھے، پُر سکون گھر، محبت کرنے والی بیوی، مالی خوشحالی اور پیارے بچے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد کے حالات ٹھیک نہیں تھے، سسکتی انسانیت اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں پر اللہ کے

www.ahnafmedia.com

دشمن کی مرضی چلتی دیکھ کر، خانہ کعبہ کے اندر برہنہ طواف وغیرہ وغیرہ۔

سکون نہ ملتا تو ویرانے میں نکل جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ابدی سچائی کی تلاش میں تھے، انہی دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب دکھائی دینے لگے ایک دن خواب دیکھا چھت کی لکڑی ہٹی، راستہ بنا چاندی کی سیڑھی نصب کی گئی اور اس سے دو آدمی اترے اور دونوں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف میں بیٹھ گئے۔ ایک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں ہاتھ ڈال کر دل باہر نکال لیا اور کہا اس بھلے آدمی کا دل کتنا اچھا ہے؟ پھر قلب مبارک کو صاف کیا اور دوبارہ ڈال دیا اور چلے گئے۔ آنکھ کھلی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوصلہ دیا۔

آخر وہ دن آگیا جس کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو انتظار تھا۔ رمضان کی ساعتوں میں وہ نصیب ہو ہی گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان اور زمین کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنائے جانے کا پروانہ لے کر غار حرا سے اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوف زدہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھا دو۔ اس بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیر معمولی طور پر زیادہ دنوں بعد لوٹے تھے اور اتنے پریشان تھے جتنا پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ شوہر کی پریشانی میں وفاشعار بیوی ہمیشہ کی طرح حوصلے کا پہاڑ بن گئیں اور آنے والی امت کی ہر بیٹی کے لیے یہ پیغام دے گئیں کہ شوہر کو زندگی کے اس مشکل مرحلوں میں محبت خلوص کے جذبات اور جملوں کی ضرورت ہوتی ہے اسے توجہ اور پیار چاہیئے ہوتا ہے ایسے موقع پر خود حوصلہ نہیں کھو دینا چاہیئے بلکہ شوہر کا سہارا بننا ہوتا ہے۔

حضرت خدیجہ نے روداد سننے کے بعد فرمایا کہ بالکل نہ ڈریں اللہ آپ کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کرے گا جس سے آپ کو نقصان ہو۔ یہ تو خوف کا نہیں خوشی کا مقام

www.ahnafmedia.com

ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش خبری ہو مستقل مزاج اور ثابت قدم رہیے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے یقین ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس قوم کے نبی ہیں۔

آپ فوراً ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں، سارا واقعہ سنایا۔ ہر لفظ گویا ورقہ کہ کی سماعتوں پہ بجلی بن کر گرتا چلا گیا فورا سنبھل کر اٹھ بیٹھے۔ مقدس مقدس یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے مقام پر سرفراز ہوگئے، ورقہ کو یقین نہیں آرہا تھا جس کیلئے کائنات کی ہر چیز چشم براہ تھی جس نے دنیا کا رخ موڑ دیا ہے آج اتنے قریب سے نمودار ہو رہا ہے۔ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی مجھ بوڑھے کو اس ہستی کی قدم بوسی کیلئے لے چلو میں بھی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں اس کی پیشانی چوم کر اپنے ہونٹوں کو سیراب کروں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پہنچے اور بولے کاش میں اس دن کو دیکھنے کیلئے زندہ ہوتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نکال دے گی میں آپ کی مدد کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں! کیونکہ آج تک کوئی ایسا نہیں جو اس سچائی کے ساتھ آیا ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور اسے اس کے وطن سے نہ نکالا گیا ہو۔
(صحیح بخاری)

وقت رخصت آن پہنچا۔ وہ انتہائی شدید تاریک رات تھی، شہر سے باہر ایک اجاڑ بنجر زمین پر خیمے لگے ہوئے تھے، کچھ پریشان حال روتے سسکتے بچے، کمزور اور غذائی قلت کا شکار بوڑھے اور چند عورتیں وہاں موجود تھیں۔ متعدی امراض اس پریشان حال بستی میں پھیل رہے تھے، آئے دن کسی نہ کسی کی جان لے لیتے۔ یہ لوگ

www.ahnafmedia.com

چمڑے کے ٹکڑے، درختوں کے پتوں اور چھال ابال کر کھانے پر مجبور تھے۔اس عارضی خیمہ بستی کی طرف آنے والے سارے ہی راستوں کو بند کر کے ان مظلوموں کو محصور کر دیا گیا تھا،راتوں کو اٹھتی بوڑھوں اور بچوں کی آہ بکاہ قریبی آبادیوں میں رہنے والے سنگ دل انسانوں کے دل نرم کرنے کے بجائے ان کی تفریح طبع بنتی تھی۔

ان لوگوں نے ابھی تین دن پہلے ایک بزرگ کا جنازہ اٹھایا آج ان کے معزز ترین شخص کی بیوی درد سے کراہ رہی تھی ان سب کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو تھے یہ عظیم بیوی کوئی اور نہیں ہماری ماں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

ان کے شوہر مالک کائنات کے محبوب ترین انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور مظلوموں کی یہ عارضی بستی شعب ابی طالب تھی گھاٹی میں اس رات دور آسمان پر ٹمٹماتے اداس تاروں نے یہ منظر دیکھا:رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بے قراری سے اٹھ کر خیمے سے باہر تشریف لے آئے ہیں ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی، ابھی کچھ دن پہلے اپنے غمگسار چچا کو کسمپری کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوتو دیکھ چکے ہیں، اب دن رات کا ساتھی ساتھ چھوڑنے کو تیار ہے پھر خیمے کی طرف پلٹے اور پردہ اٹھا کر اپنی زوجہ پر محبت بھری نظر ڈالتے ہیں وہ تکلیف سے کراہ رہی ہیں۔

دل ہلا دینے والا منظر ہے، بے گھری، بیماری کی شدت، ساری مصیبتیں ایک ساتھ ٹوٹ پڑی ہیں کہاں مکہ کی امیر ترین عورت اور کہاں یہ فاقہ۔ایسے میں اپنے شوہر سے دور جانے کا غم، وہ آنکھیں کھولتیں مہربان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جانب محبت سے دیکھتا ہوا پاتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے قریب آئے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا تو نے یہ میری وجہ سے برداشت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احسان میں ڈوبی آواز کانوں میں پڑتی ہے اس انتہائی تکلیف دہ لمحہ میں بھی آپ

www.ahnafmedia.com

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریک حیات کو دلاسہ دلاتے ہیں۔ یہ نہ بھولو یہ دکھ تکلیف کے بدلے اللہ نے نیک صلہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

میرے نبی کی محبوب بیوی اور سب مومنین کی ماں اماں خدیجہ اس کے بعد ہمیشہ کیلئے آنکھیں موند لیتی ہیں۔ فضا سوگوار ہو جاتی ہے یہ ہستی 65 برس کی عمر میں 25 برس میرے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خوشیاں بکھیر کر دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غم زدہ دل اور بوجھل دل کے ساتھ اپنی دنیا و آخرت کی رفیقہ کو قبرستان لے جاتے ہیں انہیں مٹی کے سپرد کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے زمین ہموار کرتے ہیں اور دعاؤں سے رخصت کرتے ہیں اور اسی سال کو عام الحزن کا نام دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

امت کی بیٹیوں کے نام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پیغام:

1۔ دینی زندگی کی جدوجہد مشکلات اور روز مرہ کے مسائل کا مسکراتے چہرے کے ساتھ مقابلہ کرنا۔

2۔ مقصد زندگی کیلئے سب کچھ نچھاور کر دینا۔ مال، دولت اور خوشیاں سب کچھ دین کی اشاعت و تحفظ کے لیے قربان کرنا۔

3۔ شوہر کیلئے مخلصانہ فکر مندی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال خوشگوار استقبال اور پریشانی اور دکھ میں اپنی باتوں اور کاموں میں اس پر بوجھ بڑھانے کی بجائے اسے مضبوطی کے ساتھ حوصلہ دینا امید دلانا شوہر کے مشن کو اپنا مشن سمجھنا اس کی پریشانی کا سدباب کرنا شوہر کی جذباتی و نفسیاتی ضرورتوں کو ٹھنڈے دماغ سے سمجھنا اور ہر ممکن کوشش کرنا کہ شوہر کو بہر حال راحت پہنچے۔

www.ahnafmedia.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عمر کے بڑے فرق کے باوجود اتنی خوبصورتی سے ازدواجی زندگی گزاری کہ ایک تلخی بھی پیدا نہ ہوئی۔

4۔ مشکل اور خراب حالات میں بھی اولاد کی تربیت کا خیال کرنا

5۔ مشکل سے صدمے سہنا اور ان کو اللہ کی رضا سمجھنا [حضرت خدیجہ نے دو بیٹوں کی وفات اور بیٹیوں کی طلاق جیسے بڑے دکھ سہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان نہیں کیا]

6۔ بدترین جاہل معاشرے میں وقار اور کردار کی مضبوطی کے ساتھ اس طرح رہنا کہ ایک بات بھی ان کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔

7۔ ذہانت کے ساتھ نرم زبان کے ساتھ دین کا کام کرنا۔

8۔ عورت انتہائی غیر محفوظ معاشرے میں بھی کامیاب طریقے سے افراد تیار کر کے کام لے سکتی ہے اور ٹھیک فیصلے کر سکتی ہے۔

[بیوہ ہونے کے باوجود حضرت خدیجہ مظلوم بنی نہ کمزور انہوں نے اپنی غیر معمولی مردم شناسی کی صلاحیت سے تجارتی امور کیلئے ٹھیک لوگوں کا انتخاب کیا]

9۔ معاملات کیسے بھی ہوں مختلف طریقوں اور راستوں سے حل کیے جائیں اور اپنے گرد ایسے دوست جمع کیے جائیں جو مخلص بھی ہوں اور ضرورت پڑنے پر جائز اور درست عملی مدد کیلئے تیار بھی ہوں [حضرت خدیجہ کی شادی میں ان کی سہیلی اور بزرگوں کا کردار اس پر گواہ ہے] اللہ ہمیں بھی اس زندگی کا کچھ حصہ نصیب فرمادے تو زندگی سنور جائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم

www.ahnafmedia.com

بغیر نقطوں کے شادی

سیدہ عمارہ الیاس گھمن

بیگم عباسی اداس و پریشان سوچوں میں غلطاں بیٹھی تھی کہ ان کی بہن ان سے ملنے آئیں، بیگم عباسی کا اترا چہرہ دیکھ کر فوراً استفسار کیا کہ کیا وجہ ہے؟ اس طرح کیوں بیٹھی ہو؟ بیگم عباسی کو تو جیسے اسی لمحہ کی آرزو تھی کہ کوئی ان سے حالِ دل پوچھے فوراً پھٹ پڑیں۔

جہاں آراء دیکھو تمہارے بھائی کو اس جہاں سے رخصت ہوئے دس سال ہوگئے ہیں، میں نے اتنی مشکل سے وقت گزارا ہے جہاں تک ممکن ہوا ہے گل نیہال کے لئے جہیز بنایا ہے۔ اب ان کے مطالبات میں کہاں سے پورے کروں؟

اس وقت تو یتیم بھتیجی کر کے رشتہ لیا، اپنا احسان جتلایا کہ بن باپ کے بچی کو کون لے گا؟ دنیا کو دکھایا کہ میں نے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا ہے اور اب اتنی بڑی فہرست تھمادی ہے۔

جہاں آراء بیگم یہ سب سن کر سکتہ میں آگئی اور کہا کہ بہن دکھاؤ تو یہ فہرست کیا کیا مطالبہ کیا ہے؟ رسمِ مایو / تیل رسم، مہندی، دودھ پلائی وغیرہ تمام رسومات کی ادائیگی دھوم دھام سے تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ ایک ہی بیٹا ہے تو کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی۔ بیگم لغاری نے اپنے اور بیٹی صوفیہ کے لئے لاکٹ سیٹ کا مطالبہ کیا تھا کہ زیادہ نہیں دے سکتے تو لاکٹ سیٹ تو ضرور دیں، بیٹی کو بھی پانچ تولے کا سیٹ لازمی دیں باقی گاڑی تو لازمی ہوگی ناں۔

اور ہاں فرنیچر اعلیٰ درجہ کا ہو، سامان ہماری حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے ہماری ناک نہ کٹوانا۔ معیز کے لئے تولے کی انگوٹھی بنوانا غرض مطالبات ہی

www.ahnafmedia.com

مطالبات تھے۔

بیگم عباسی دین سے دوری کی وجہ سے اس میں الجھ کر رہ گئی۔ تو بیگم لغاری بھی ہائی سوسائٹی سے تعلق رکھتی تھی ان کو دین اور دینی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں تھا دونوں کو دنیاوی ساخت بچانے کی فکر لاحق تھی۔ بیگم عباسی بھی تمام لوازمات کے ساتھ شادی کرنا چاہ رہی تھیں البتہ گاڑی اور لاکٹ سیٹ کے لئے پریشان تھیں ورنہ ناچ گانے اور رقص و سرود کی محفلوں کی فل تیاری تھی کہ بیٹی کو باپ کی کمی نہ محسوس ہونے پائے۔ جہاں آراء بیگم ایک دم اُٹھ کھڑی ہوئیں بہن کو حیران و پریشان چھوڑ کر۔

بہن نے استفسار کیا تو بولیں کہ میری ایک دوست ہے وہ عالمہ ہے اور امیر بھی بہت ہے لوگوں کی بہت مدد کرتی ہے میں اس سے بات کرتی ہوں شاید کوئی صورت نکل آئے اور ہم اپنی بچی کو عزت سے رخصت کر سکیں۔

جہاں آراء بیگم فوراً باجی صالحہ صاحبہ کے پاس گئی ،دوپٹے میں لپٹا پر نور چہرہ بہت ہی حسین لگ رہا تھا۔ شریعت کی واضح تصویر ان کو دیکھتے ہی ایک مسلمان عورت کا تصوّر ذہن میں آتا تھا۔ ان کو دیکھ کر فوراً مسکرا کر استقبال کیا۔ بہن کیا ہوا؟ پریشان کیوں ہو؟ انہوں نے تفصیل بتائی تو سن کر وہ افسردہ ہو گئی تو پھر اپنے مخصوص دھیمے انداز میں سمجھانے لگی۔

بہن دیکھو! دین سے دور رہو گے تو پریشانی مقدر بن جائے گی۔ آج کل شرک و بدعت اور رسومات کی آندھیاں جو چہار سو چل رہی ہیں انہوں نے پورے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ان میں جکڑی انسانیت اپنا تشخص مٹاتی جا رہی ہے، شادی جیسی بابرکت سنت بھی ان رسومات کی بھینٹ چڑھ گئی ہے۔ بہن یہ سارے ہندوانہ طریقے ہیں اسلام میں ان کی کوئی حقیقت نہیں آج ہم دنیا کے لئے کرتے ہیں کل یہی دنیا ہمارے منہ پر تھوکے گی، ہم مسلمان ہیں ہمارے ہر عمل سے

www.ahnafmedia.com

اسلام کا رنگ چھلکنا چاہیے ہماری تمام سرگرمیاں سنت نبوی کی آئینہ دار ہوں۔ قرآن حکیم میں ہے: (وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً)(سورۃ النساء:4)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:(فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً)(سورۃ النساء:24)

قرآن حکیم میں کسی جگہ بھی جہیز کا تذکرہ نہیں ہے اور نہ ہی شادی کی مروجہ رسومات کا اور نہ ہی احادیث سے ان کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا اثبات تابعین و تبع تابعین سے بھی نہیں ہے شریعت میں شادی کے لئے صرف مہر شرط ہے یا فریقین کی باہمی رضا مندی، ایجاب و قبول۔

نکاح کو مشکل ہم لوگوں نے بنایا ہے شریعت نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا جس میں انسانوں کے لئے حد سے زیادہ مشقت ہو اور ان میں اس کے کرنے کی استطاعت نہ ہو۔ شریعت مرد سے کہتی ہے کہ بیوی کو مہر ادا کرے۔

آجکل لڑکے والوں سے بھی بہت زیادہ مطالبات کئے جاتے ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے لڑکے کے ذمہ حق مہر ہے اس کی استطاعت کے مطابق اور گھر میں عزت سے رزق پہنچانا۔ ضروریات کو اپنی حیثیت کے مطابق پورا کرنا آجکل جتنے بھی فساد ہوتے ہیں، گھر ٹوٹتے ہیں انہی رسومات کی وجہ سے ٹوٹتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(سب سے بہترین شادی وہ ہے جس میں خرچ کم ہو)

ایک حدیث مبارک میں ہے آدمی شادی کرتا ہے تین چار وجوہات کی بنا پر حسب و نسب، مال، خوبصورتی اور دین کی وجہ سے۔ تو دین کو ترجیح دے یعنی صرف اور صرف دین کو مقدم رکھیں اگر باقی تمام چیزیں ہیں اور دین داری نہیں ہے تو چھوڑ دو اور اگر باقی کچھ بھی نہیں ہے اور صرف دین ہے تو لے لو۔

ایک صحابیہ تھیں بہت خوبصورت ان کا چچازاد کالے رنگ کا اور مفلس تھا

www.ahnafmedia.com

انہوں نے چچا سے رشتہ کی بات کی تو چچا نے کہا کہ میری حسین و جمیل بیٹی کے لئے تو رہ گیا ہے کالے رنگ کا مفلس ؟ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شادی کیوں نہیں کرتے ؟ عرض کیا کہ مجھے کون بیٹی دے گا، رنگ بھی کالا ہے درہم و دینار بھی پاس نہیں ہیں، چچا کی بیٹی ہے لیکن چچا رشتہ نہیں دیتا۔ فرمایا کہ جاؤ جا کر چچا کو میرا پیغام دو کہ اپنی بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ کر دے۔ وہ چچا کی دہلیز پر گئے لیکن چچا نے انکار کر دیا جب بیٹی نے سنا تو کہا کہ یہ کیا غضب کر دیا ہے بھیجنے والے کو دیکھو ، کالا ہے تو کیا ہوا دین والا تو ہے، محمد ﷺ کا غلام تو ہے، مجھے منظور ہے تو باپ نادم ہو کر درِ اقدس پر گیا اور بیٹی کا نکاح کر دیا۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے لیکن افسوس ہم غلامی میں جکڑے اپنی تاریخ بھلا کر یہود و ہنود کے پیروکار بن گئے ہیں۔

ایک تابعی تھے سعید بن مسیب رحمہ اللہ ان کے ہاں ایک بیٹی تھی بہت خوبصورت اور نہایت خوب سیرت ان کے لئے ولی عہد کا پیغام آیا لیکن سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے انکار فرما دیا اور اپنے ایک نادار شاگرد کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور خود جا کر بیٹی کو ان کے گھر چھوڑ آئے۔ تم کہو گے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے وہ دور اور تھا یہ دور اور ہے تو لو آجکل کا واقعہ سناتی ہوں۔

میری ایک سہیلی ہے افرائم اس کی شادی اتنی سادگی سے ہوئی ہے کہ سب حیران رہ گئے ہیں عبد اللہ نے اس کے ابو سے رشتہ مانگا ہے بعد مسنون استخارہ کے انہوں نے منظور کر لیا ہے نہ لڑکی دیکھی اور نہ ہی گھر نہ ہی افرائم کے ابو نے ان کا گھر دیکھا بس دین کو دیکھا کہ لڑکا عالم ہے، نیک سیرت ہے۔ ہفتہ میں تاریخ طے ہو گئی نکاح کی تمام فضول رسموں سے اجتناب کیا گیا، مسجد میں نکاح ہوا چند گنے چنے لوگ آئے اور افرائم کو رخصت کر کے لے گئے نہ دودھ پلائی نہ ہی مہنگا شرارہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے سنت پر عمل کی وجہ سے اس کا گھر جنت بنا دیا ہے، عبد اللہ

www.ahnafmedia.com

صاحب بہت ہی اچھے محبت کرنے والے شوہر ہیں اس کا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں وہ تو انتہائی مسرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی مجھے جنت دے دی ہے یہ جنت ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے اگر وہ سنت کا اتباع کرے تو۔

جاؤ اپنی بہن سے کہو کہ عبادت کو معصیت نہ بنائے، دنیا کہ چکروں میں نہ پھنسے، جب بھی کوئی بندہ گناہ کا کام کرتا ہے تو اس میں شریک سب لوگ اس گناہ کے برابر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ گانا بجانا حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: (الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع) گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح کہ پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔

اگر شروع میں ہی نفاق کے ساتھ رخصت کیا بیٹی کو تو اس کا گزارا کیسا ہو گا؟ اور باقی رہی رسومات کے اخراجات کی بات تو یہ ایک ایسی کھائی ہے جو اپنے اندر گرنے والوں کو بے موت مار دیتی ہے۔ وہ اس میں گر کر اپنا تشخص مٹا دیتے ہیں اور آواز دینا بھی چاہیں اپنے آپ کو بچانے کے لئے تو نہیں بچا سکتے۔ حرص انسان کو اندھا کر دیتا ہے حریص کا منہ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

جہاں آراء بیگم خوشی خوشی بیگم عباسی کے پاس آئیں اور ان کو سمجھایا انہوں نے کہا کہ بات تو دل کو لگتی ہے لیکن لوگ کیا کہیں گے؟ اور بیگم لغاری تو یہ بات کبھی بھی نہیں مانیں گی۔ جہاں آراء بیگم نے کہا دیکھو بہن! اگر لوگوں کو دیکھتی رہی تو وہ کبھی بھی خوش نہیں ہوں گے کسی نہ کسی چیز میں کیڑے نکال ہی لیں گے۔

اپنے رب کو دیکھو جس کے تم پر بے شمار احسانات ہیں لیکن پھر بھی وہ تمہارے عیوب کو چھپاتا ہے اور اپنی رحمت میں کمی نہیں کرتا اس خالق کو راضی کرو جس کی طرف ہمیں جانا ہے اور ان سے صاف کہہ دو کہ اگر شریعت کے مطابق شادی کرنی ہے تو ٹھیک ورنہ رشتہ ختم سمجھو بیگم عباسی فوراً مان گئی۔

www.ahnafmedia.com

شام کو بیگم عباسی نے بیگم لغاری کو فون کیا اور ان سے کہا کہ دیکھو بہن شریعت کے احکام یہ ہیں، ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہیے۔ لہٰذا شادی شرعی احکام کی روشنی میں ہو گی اور تمام خرافات و معصیات سے مکمل اجتناب کیا جائے گا۔ مرد و زن کا اختلاط نہیں ہو گا اور نہ ہی گانا بجانا۔

بیگم لغاری تو سن کر آگ بگولہ ہو گئی واہ اخراجات سے بچنے کا نیا بہانہ ہے صاف کہو کہ تمہیں بیٹی کی خوشیاں عزیز نہیں ہیں، مال عزیز ہے۔ ویسے تمہیں شریعت نظر نہیں آتی اب جب اخراجات کا وقت آیا ہے تو شریعت درمیان میں آگئی ہے؟ بیگم عباسی نے نہایت متانت سے کہا کہ باجی ہمیں پہلے شرعی احکام کا علم نہیں تھا جاننے کے بعد تو انحراف نہیں کرنا چاہیے ورنہ ڈبل گناہ ہوتا ہے۔

لیکن بیگم لغاری بدستور غصّہ کرتی رہیں اور دوٹوک الفاظ میں کہا کہ میرا تو ایک ہی بیٹا ہے میں نے تو دھوم دھام سے شادی کرنی ہے، اگر تم نے مرگ کی طرح کرنی ہے تو پھر کوئی فقرہ تلاش کرو میں اپنے اسٹیٹس کے لوگوں میں کرلوں گی اور کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

دوسرے دن بیگم عباسی نے جہاں آراء بیگم کو فون کر کے صورتحال بتائی اور کہا کہ ایسا لڑکا ملنا بھی تو مشکل ہے خوبصورت اور اچھی پوسٹ پر ہے اب کیا کروں؟

جہاں آراء بیگم نے کہا کہ بہن فکر کی بات نہیں ہے اپنے بھتیجے ارمغان کو دے دو یا میرے بیٹے فیصل کو دونوں معیز سے زیادہ اچھے ہیں عادات میں بھی اور اخلاق میں بھی اور دونوں کے چہروں پر سنت کا نور ہے۔ بھائی سے بات کر لیتے ہیں ارمغان کے لئے۔

بیگم عباسی کا خوشی سے دل باغ باغ ہو گیا اور کہا کہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ صرف نیکی کا ارادہ کرنے سے اتنا نوازتے ہیں تم اس طرح کرو کہ فیصل کے

www.ahnafmedia.com

لئے رکھ لو، ماشاء اللہ بہت پیارا بچہ ہے۔

جہاں آراء بیگم نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ سنت کی ابتداء میرے ہی گھر سے ہو گی انہوں نے ڈاکٹر فیصل کو ساری تفصیل بتائی اس نے سعادت مندی سے سر جھکالیا کہ امی جان جیسے آپ خوش ویسے میں خوش۔

اور مجھے تو ویسے ہی ان خرافات سے الرجی ہے میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی بھی باشرع ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس کی فکر نہ کرو میں عائشہ کو دو سالہ دراسات دینیہ کا کورس کروالوں گی تمہاری خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور ہمارا گھر بھی جنت کا نمونہ بن جائے گا اور سنت پر عمل کی وجہ سے عند اللہ بھی ماجور ہوں گے۔

دوسرے دن جہاں آراء بیگم مٹھائی لے کر بیگم عباسی کی طرف آگئیں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مقررہ تاریخ پر عائشہ کا نکاح انتہائی سادگی سے فیصل کے ساتھ ہو گیا۔

جہاں دنیا دار ناراض ہوئے اس بغیر نقطوں کی شادی پر تو کچھ اہل اللہ خوش ہوئے۔ ڈاکٹر فیصل عائشہ کو پاکر خوش ہوئے اور ساتھ ہی اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ بیوی باپردہ ہو، عائشہ ایک سمجھ دار لڑکی تھی فوراً شوہر کی بات مان لی اور کہا کہ مجھے آپ ہمیشہ اپنی خواہش کے مطابق پائیں گے۔ پردہ عورت کی عزت کا واحد ضامن ہے۔ آج ان کی شادی کو چار سال ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بچوں سے نوازا ہے ماشاء اللہ پورا گھرانہ لوگوں کے لئے مثال بنا ہوا ہے۔

انتہائی ملنسار، خوش اخلاق اور خدمت گزار عائشہ نے گھر والوں کے ساتھ ساتھ تمام محلہ والوں کے بھی دل جیت لئے ہیں۔ ہر طرف اس گھر کی مثالیں دی جاتی ہیں اور ان کے عمل کو اپنانے کی لوگ کوشش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ دیے سے دیا یونہی جلتا رہے اور پورا عالم اسلام سنت کے نور سے منور ہو جائے۔ آمین۔

www.ahnafmedia.com

اُترن

عبدالمالک، جدہ

مجھے مارکیٹ جانا تھا، دوست کے لئے بہترین سا گفٹ خریدنا تھا۔ گاڑی نکال ہی رہی تھی، کہ ایک عورت قریب آ کر کھڑی ہو گئی، بولی بی بی جی! بہت غریب ہوں کچھ مدد کر دیں۔

مجھے غصہ آ گیا، بس تم لوگ جہاں گاڑی دیکھتے ہو فورا پہنچ جاتے ہو اپنی ضرورتیں بتانے، وہ بولی!

نہیں بی بی جی، جھوٹ نہیں کہہ رہی میں واقعی ضرورتمند ہوں، سردی بہت ہے اور میرے پاس کوئی گرم کپڑا نہیں مجھے کوئی گرم کپڑا دے دیں آپ کا بھلا ہو گا۔

ہو گیئں تمہاری فرمائشیں شروع..... اگلی بات بھی ساتھ ہی بتا دو، میں نے طنز کیا، وہ گاڑی کے ساتھ ساتھ چلنے لگی، نہیں بی بی جی اور کچھ نہیں مانگتی بس گرم کپڑا دے دو، اپنی کوئی اترن دے دو میرا وقت گزر جائے گا، اپنی اترن دے دو بی بی جی!

میرا غصہ اور بڑھ گیا. ہٹو راستے سے۔ مجھے دیر ہو رہی ہے وہ سہم کر پیچھے ہٹ گئی اور میں نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

مارکیٹ ابھی دور تھی کہ گاڑی ٹریفک جام میں پھنس گئی پتہ چلا کہ سڑک پر مرمت کا کام ہو رہا ہے۔

اس لئے نکلنے میں ٹائم لگے گا، سخت کوفت ہوئی مگر مجبوری تھی، رکنا پڑا وقت گزارنے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

قریب ہی فٹ پاتھ پر ایک بھکارن پاؤں پھیلائے بیٹھی تھی، میری نظر اس پر ٹک گئی، اس کے بائیں ہاتھ میں دو روٹیاں تھیں۔

www.ahnafmedia.com

ان پر سالن نام کی کوئی چیز رکھی تھی، پھیلی ہوئی گود میں بھی روٹی کے کچھ ٹکڑے پڑے تھے۔

اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی روٹی کا نوالا توڑا، اسے سالن میں ڈبویا اور اپنے منہ میں ڈال لیا۔

پھر گود میں پڑے ہوئے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا اٹھایا اور خود سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھے ہوئے کتے کے آگے رکھ دیا، وہ بھی شائد بھوکا تھا، فورا کھانے لگا۔

میں توجہ سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ بار بار ایسا ہی کرتی، ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالتی اور ایک ٹکڑا کتے کے آگے رکھ دیتی۔

پھر یہ ہوا کہ گود میں رکھے ہوئے ٹکڑے ختم ہو گئے، اسنے اپنے لئے نوالہ بنایا، منہ میں رکھنے لگی تو اس کی نظر کتے پر پڑی، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

جانے کیا سوچ کر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بقیہ روٹی اس کے آگے رکھ دی۔

لے! تو کھالے! میں اس کی آواز بخوبی سن سکتی تھی۔

وہ بولی میرا کیا ہے اتنی گاڑیاں کھڑی ہیں، ابھی اٹھ کے مانگوں گی، کوئی ڈانٹے گا، کوئی دھتکارے گا، اور کوئی مدد بھی کر دے گا، میرا پیٹ بھر جائے گا۔

مگر تو بے زبان کیسے اٹھے گا؟ تیرا تو پاؤں زخمی ہے، یہ کہہ کر وہ بے نیازی سے اٹھی اور گاڑیوں کی لمبی قطار میں گم ہو گئی۔

مجھے یوں لگا جیسے میں آسمان سے زمین پر آ گری ہوں۔

مجھ سے تو اس نے صرف اترن مانگی تھی، منہ کا نوالہ نہیں۔

www.ahnafmedia.com

حمد باری تعالیٰ

انتخاب: عائشہ عابد

تیری عظمتوں سے ہوں بے خبر
یہ میری نظر کا قصور ہے

تیری راہ گزر میں قدم قدم
کہیں عرش ہے کہیں طور ہے

یہ بجا ہے مالک دو جہاں
میری بندگی میں قصور ہے

یہ خطہ ہے میری خطہ مگر
تیرا نام بھی تو غفور ہے

یہ بتا تجھ سے ملوں کہاں
مجھے تجھ سے ملنا ضرور ہے

کہیں دل کی شرط نا ڈالنا
ابھی دل گناہوں سے چور ہے

تو بخش دے میرے سب گناہ
تیری ذات رحیم و غفور ہے

www.ahnafmedia.com

لفظ جب تک وضو نہیں کرتے!

معظمہ کنول

اورنگ زیب عالمگیر بڑا مشہور مغل شہنشاہ گزرا ہے اس نے ہندوستان پر تقریباً 50 سال حکومت کی تھی۔ ایک دفعہ ایک ایرانی شہزادہ اسے ملنے کے لئے آیا۔ بادشاہ نے اسے رات کو سلانے کا بندوبست اس کمرے میں کرایا جو اس کی اپنی خوابگاہ سے منسلک تھا۔

ان دونوں کمروں کے باہر بادشاہ کا ایک بہت مقرب حبشی خدمت گزار ڈیوٹی پر تھا۔ اس کا نام محمد حسن تھا۔ اور بادشاہ اسے ہمیشہ محمد حسن ہی کہا کرتا تھا اس رات نصف شب کے بعد بادشاہ نے آواز دی "حسن!"۔ نوکر نے لبیک کہا اور ایک لوٹا پانی سے بھر کر بادشاہ کے پاس رکھا اور خود واپس باہر آگیا۔ ایرانی شہزادہ بادشاہ کی آواز سن کر بیدار ہو گیا تھا اور اس نے نوکر کو پانی کا لوٹا لیے ہوئے بادشاہ کے کمرے میں جاتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ نوکر لوٹا اندر رکھ کر باہر واپس آگیا ہے۔

اسے کچھ فکر لاحق ہو گئی کہ بادشاہ نے تو نوکر کو آواز دی تھی اور نوکر پانی کا لوٹا اس کے پاس رکھ کر واپس چلا گیا ہے۔ یہ کیا بات ہے؟ صبح ہوئی شہزادے نے محمد حسن سے پوچھا کہ رات والا کیا معاملہ ہے؟ مجھے تو خطرہ تھا کہ بادشاہ دن نکلنے پر تمہیں قتل کرا دے گا کیونکہ تم نے بادشاہ کے کسی حکم کا انتظار کرنے کی بجائے لوٹا پانی سے بھر کر رکھ دیا اور خود چلے گئے۔ نوکر نے کہا: "عالی جاہ! ہمارے بادشاہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی بغیر وضو نہیں لیتے۔ جب انہوں نے مجھے حسن کہہ کر پکارا تو میں سمجھ گیا کہ ان کا وضو نہیں ہے ورنہ یہ مجھے "محمد حسن" کہہ کر پکارتے اس لیے میں نے پانی کا لوٹا رکھ دیا تا کہ وہ وضو کر لیں۔

www.ahnafmedia.com

بچوں کی تربیت

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

حدیث پاک میں ہے کہ اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ۔ اللہ رب العزت کی محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور قرآن کی محبت۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی محبت سے متعلق واقعات سنائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے متعلق واقعات سنائیں اور قرآن پاک کی محبت سے متعلق واقعات سنائیں۔

قصص القرآن کتاب میں اچھے اچھے واقعات ہیں۔ جب بچوں کو کوئی واقعہ سنانا ہو تو سونے سے پہلے سنائیں، تاکہ بچے جب بڑے ہو کر قرآن پاک پڑھیں تو وہ واقعات ان کے دلوں میں پہلے سے ہوں گے۔

علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظامؒ کے احوال بھی سنائیں، تاکہ بچوں کے اندر نیکی کا شوق پیدا ہو اور بچے نیک بن کر زندگی گزارنے کا ارادہ کر لیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اپنے بچوں کو کبھی طعنہ نہ دیں۔ بچے اگر کبھی کوئی غلطی کر بیٹھیں تو بچے کو اس کے گناہ اور غلطی کا طعنہ دینا، وہ بھی لوگوں کے سامنے، تو یہ زہر میں بجھے ہوئے تیر کی مانند ہے۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ بچہ سات سال تک ماں باپ کا غلام ہوتا ہے۔ پھر سات سال سے چودہ سال تک وہ ماں باپ کا مشیر ہوتا ہے، یعنی ان کی بات مان لیتا ہے اور کبھی کبھی اپنے مشورے بھی دیتا ہے۔ چودہ سال کے بعد یا پھر وہ ماں باپ کا دوست ہے یا پھر ماں باپ کا دشمن ہوتا ہے۔

اگر آپ نے ان کی اچھی تربیت کی تو یہ آپ کے غلام بے دام اور آپ کے خدمت گار ہیں۔ آپ کی خوشی میں ان کی خوشی ہے اور آپ کی ناراضگی میں ان کی

www.ahnafmedia.com

ناراضگی ہے۔

لیکن اگر آپ نے اچھی تربیت نہیں کی تو پھر چودہ سال کے بعد بچے کی اچھی تربیت کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ سخت لوہا کسی کے سامنے رکھ دیا جائے اور اس سے کہا جائے کہ اس لوہا کو کسی خاص شکل میں ڈھال دو۔ یقیناً سخت لوہا کا ڈھالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے بچپن سے ہی اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں۔

بہت سی ماؤں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ بچہ اپنے باپ کی بات نہیں مانتا۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ بچے کی تربیت اچھی نہیں کی گئی۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بچوں سے اپنی بات منوانے کا گر تلاش کریں اور کھلم کھلا بچوں کو حکم نہ دیا کریں کہ "میں یہ حکم دے رہی ہوں کہ تم ایسا کرو"۔

اگر بچے نے نہیں کیا تو وہ آپ کی وجہ سے گنہگار ہو گا۔ بزرگوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ بچوں سے جو بھی بات کہتے، پیار و محبت سے کہتے۔ "بیٹا! اگر تم ایسا کر دو تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ بیٹا! اگر آپ ایسا کر دو تو میں بڑی دعائیں دوں گی"۔

جب آپ اس طرح سے بات کریں گی اور بچے نے آپ کی بات مان لی تو واقعی اس کو دعائیں مل جائیں گی اور اگر نہ بھی مانی تو کم از کم وہ گناہ کا مرتکب تو نہیں ہو گا۔ نہ ماننے کی وجہ سے اس پر نحوست تو نہیں پڑے گی۔

بچپن کی عمر لاابالی عمر ہوتی ہے، اس کو ابھی پوری طرح یہ پتہ نہیں ہے کہ بات نہ ماننے کی کیا نحوستیں ہیں، اس لئے ان کو نحوستوں سے بچانے کے لئے ان سے مشورتاً بات کیا کریں۔ ماں تو بڑی رحیم و کریم ہوتی ہے، کبھی بھی بچے کے دل کی ظلمت کو پسند نہیں کرتی۔

جو ماں اپنے بچے کے جوتے کی نوک کو بھی چمکا کر رکھتی ہے، اگر برش نہیں ملتا تو اپنے دوپٹہ سے صاف کر دیتی ہے، وہ اپنے بیٹے کے دل کی ظلمت کو کس طرح پسند

www.ahnafmedia.com

کر سکتی ہے، مگر اسے پتہ نہیں ہوتا کہ اسے اپنے بچے کی تربیت کس طرح کرنی ہے۔ جب بچے ذرا بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ ماں باپ سے سوال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

کئی بچے تھوڑے سوال پوچھتے ہیں اور کئی بچے زیادہ سوال کرتے ہیں، جو بچہ زیادہ سوال کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زیادہ ذہین ہے۔ بچوں کے سوال کرنے پر گھبرائیں نہیں، بلکہ ان کو جواب دینے اور سمجھانے کی کوشش کریں۔

بہت سی مائیں یہ دھمکی دینے لگتی ہیں کہ "ہر وقت کیا پوچھتے رہتے ہو؟ خاموش رہو"۔

بچہ آپ کی ناراضی پر خاموش تو ہو جائے گا، مگر اس کے ذہن سے سوال نہیں نکلے گا اور وہ تنہائی میں بیٹھ کر سوچتا رہے گا۔ آپ نے ایسا کر کے شیطان کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ وہ بچے کے ذہن میں یہ بات ڈالے کہ "میری امی کو کچھ نہیں معلوم۔ میری امی کو نہ دین کا پتہ ہے نہ دنیا کا"۔

یعنی وہ آپ کے خلاف بیٹھ کر سوچے گا۔ لہٰذا بچوں کے سوالات سے گھبرانا نہیں چاہئے، وہ جتنے بھی سوالات پوچھیں، تحمل مزاجی کے ساتھ مختصر جواب دیتی رہیں، حتیٰ کہ بچہ مطمئن ہو جائے۔

یہ بات بچے کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ ہر چیز کے بارے میں جاننا چاہتا ہے، اس لئے اس کو ایک فطری عمل سمجھتے ہوئے بچوں کی باتوں کا جواب دیں اور اگر آپ کو کسی سوال کا جواب نہ معلوم ہو تو اپنے کسی بڑے سے معلوم کریں اور پھر جواب دے کر بچے کو مطمئن کریں۔

اس طرح بچے اپنے ماں باپ کے فرماں بردار ہو جاتے ہیں اور ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ ہماری ماں جو کچھ کہتی ہیں، وہ سوچی سمجھی بات ہوتی ہے، جب کہ میرا کام تو صرف اس پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

فرانس کی سپر مارکیٹ میں

اہلیہ مفتی شبیر احمد

فرانس کی سپر مارکیٹ میں ایک عورت چہرے پہ نقاب ڈالے خریداری کر رہی تھی۔ ٹرالی میں مطلوبہ سامان ڈالنے کے بعد جب وہ ادائیگی کیلیے کاؤنٹر کی جانب بڑھی تو چست لباس پہنے سیلز گرل اپنے نقش و نگار سے عرب لگ رہی تھی۔

اس نے حجاب والی لڑکی کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور بڑبڑاتے ہوئے اس کا حساب بنانے لگی۔

حجاب والی لڑکی خاموش کھڑی تھی مگر اس کی خاموشی اس سیلز گرل کیلیے مزید جھنجلاہٹ کا سبب بنی. سیلز گرل بولی:

پہلے کیا مسائل کم تھے فرانس میں ہم مسلمانوں کیلیے، روز ایک نئی مصیبت کھڑی ہوتی ہے، تمہارا یہ نقاب ہی تو مسائل کی جڑ ہے۔ ہم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ہم یہاں تجارت یا سیاحت کیلیے آتے ہیں۔

دین کی اشاعت یا اسلاف کی تاریخ بیان کرنے نہیں، اگر تم میں اتنی ہی دینداری ہے تو واپس جاؤ اپنے وطن اور جیسے چاہو رہو۔ ہماری جان چھوڑو...

نقاب پوش بی بی نے اپنا پرس کاؤنٹر پر رکھا اور اپنا نقاب ہٹایا، سنہری بال، نیلی آنکھیں، وہ بولیں:

میں خاندانی فرانسی ہوں، یہ فرانس تمہارا نہیں ہمارا وطن ہے، میرا دین اسلام ہے، بات اور کچھ نہیں, بات صرف یہ ہے کہ تم لوگوں نے اپنے دین کو بیچ دیا.....اور ہم نے اسے خرید لیا۔

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد قاسم	ملتان	03007408019
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com